

مُعَارِفِ فِيچِر

مدیر:
سید شاہد ہاشمی

MA'ARIF FEATURE

نائب مدیران: مفتون علی، سید سعید اللہ حسینی، نوپریون - معاون مدیران: غوث الدین، محمد عبید قادری
ڈی - ۳۵، بلاک - ۵، فیڈرل بی ایریا، کراچی - ۷۵۹۵۰
نون: ۰۳۲۸۰۹۲۰ - ۰۳۲۳۲۹۸۴۰ (۹۲-۲۱)

مرکزی پاٹ: www.irak.pk، وہب گاہ: irak.pk@gmail.com

- ۱ - معارف فیچر ہر ماہ کی کمک اور سولہ تاریخوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے (ہمیں) دستیاب ایسی معلومات کا اختیاب پیش کیا جاتا ہے، جو اسلام سے وجہی اور ملت اسلامیہ کا در رکھنے والوں کے غور فکر کے لئے اہم یامغاید ہوتی ہے۔
- ۲ - پیش کیا جانے والا لوازم بالعموم بلاتصیر شائع کیا جاتا ہے۔ کسی مضمون، نقطۂ نظر، خیال یا معلومات کا اختیاب کی وجہ سے ہمارا تقاضہ ہمیں، اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ کسی مضمون یا معلومات کی ملک تربیہ یا اس سے اختلاف پیش کیا جاوے کو بھی جگہ دی جا سکتی ہے۔
- ۳ - معارف فیچر کوہنگ بنانے کے لیے مفید معلومات کے حصوں یا ان کے ذریعہ تک رسائی میں آپ کی مدد کا خیر مقصد کیا جائے گا۔
- ۴ - ہمارے فرماں کردہ لوازے کے مرید، لیکن غیر جاری ابلاغ کی عام اجازت ہے۔
- ۵ - معارف فیچر کی کوئی قیمت مقرر نہیں۔ تاہم عطیات کی ضرورت بھی ہوتی ہے اور عطیات قبل بھی کیے جاتے ہیں۔ اسلامک دیسروچ اکیڈمی کو اچھی

داریاں بن چکی تھیں بلکہ ان کے ان علاقوں میں گھرے اڑات بھی تھے۔ اس آپریشن کے نتیجے میں پاکستانی ریاست کے خلاف بڑے بیانے پر شورش کا آغاز ہو گیا۔ ۵۔۵ سے زائد عکس کریم پینڈگروہوں نے پاکستان کو امریکا کے ساتھ تھا عادوں کرنے پر سزا دینے کی خنان لی۔ انہوں نے ہماری شہری آبادیوں کو شاندار بنا لیا، بچوں کا قلب عام کیا۔ اس سارے عمل کے نتیجے میں ۵۳ لاکھ لوگ اپنے گھروں سے بے گھر ہو گئے۔ گزشتہ میں برسوں میں دہشت گروہوں کے جلوں کے نتیجے میں پاکستان کے ۸۰ ہزار شہری اپنی جانوں سے اتھر دھوپیٹھے اور ۰۵ ارب ڈالر سے زائد کامیابی تھان کھانا پڑا۔ افغان جگ کے نتیجے میں بے گھر ہونے والے چالیس لاکھ افغانیوں کی بیرونی کی قیمت بھی پاکستان نے ادا کی، ۸۰، کی افغانیوں میں یہ تعداد تقریباً ۵۰ لاکھ تھی۔ اسی طرح افغانستان میں دہائی میں افرافری اور عدم استحکام کی وجہ سے پاکستان میں "کائنات کوچک" متعارف ہوا اور بڑے بیانے پر مشیات کی اسٹکنگ بھی ہوتی رہی، جس کی وجہ سے ۸۰ کی دہائی میں پاکستان میں نشر کرنے والے افراد کا تناسب ۵-۵ گناہزد ہیگا تھا۔

افغانستان کا مسئلہ پاکستان کی نظر سے

معید يوسف

کس طرح اپنے ملک کے نظام حکومت کو چلاتے ہیں، اتنا ہی عالمی برادری پر ہے کہ وہ افغانستان کی اس نئی سیاسی حقیقت کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ رکھتی ہے۔

پاکستان کن حالات سے گزر را افغان عوام کے علاوہ جو سب سے زیادہ افغان جنگوں سے متاثر ہوا، وہ پاکستان ہے۔ نہ ۱۹۷۹ء میں سوویت یونین کا حملہ اور نہ ۱۹۸۰ء میں امریکی حملے میں پاکستان کا کوئی کردار تھا۔ اس کے باوجود پاکستان کی معیشت، معاشرت اور سیاست گزشتہ چار دہائیوں سے ان وہ جنگوں کے اڑات کو برداشت کر رہی ہے۔ ۲۰۰۱ء میں پاکستان نے امریکا کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اس کا ساتھ دیا وہ جنگ جوانی مجہدین کے خلاف لڑی جا رہی تھی، جن کو ۸۰، کی دہائی میں واشنگٹن اور اسلام آباد نے مل کر سوویت یونین کو شکست دینے کے لیے تھیت دی تھی۔ ۹/۱1 جلوں کے بعد امریکی رہنماؤں نے پاکستان کے فوجی آرم جزیل پر وزیر اج افغانستان کے پاس دوستیے ہیں۔ یا تو وہ اس کے مشکل راستے پر چل پڑے یا پھر بد امنی کے اسی دور میں واپس چلا جائے۔ موثر الذکر کے نہ صرف افغان عوام پر تباہ کن اڑات ہوں گے بلکہ پر وہی ممالک بھی شدید متاثر ہوں گے۔ مہاجرین کی آمد، مشیات اور اسلحہ کی اسٹکنگ، غیر مختکم افغانستان اور میں الاقوامی دہشت گردی کا پھیلاو نہ تو افغان عوام کے مفاد میں ہے نہیں دنیا کے، اور خاص طور پر پاکستان کے اندر بھی سابق مجہدین کے خلاف آپریشن کا فیصلہ ہوتا ہے۔ ان دونوں نیچے سے کسی ایک کے علی صورت اختیار کر جانے کا انعام رہتا طالبان پر ہے کہ وہ

اندر ہونی صفات پر:-

- کشمیر کے گلیشیروں کی تباہی کی اسلامی جگ سے کم نہیں!
- کر شوف کر بوس کا خوف اسلام
- کیا سعودی سینچن پاکستان کو امریکہ کمپ میں لے جا رہا ہے؟
- ایک اور "نائن الیون" کا خواب
- سماجی رابطے / سوشل میڈیا: در و سرہنما ہوا جیسیں
- بھارت: امید کی علامت شاہزاد خان کی "حاموشی"
- بنگال دیش فسادات: حقیقت کیا ہے؟
- ایران اور طالبان کی فتح

گروہوں نے پاکستان بھر میں "تارگٹ ملک" کی اور پاکستان کی سب سے بڑی اشک ایجاد کی، ایک بڑی یونیورسی اور بند رکابی شہر گوارمیں ایک لگوڑی ہوٹل پر ہائی پرووفائل حلے کیے۔ اس کے ساتھ ہی، بھارت نے ایک منظم پروپیگنڈا مہم کے ذریعے پاکستان کی ساٹھ کو داغدار کرنے کا کام کیا، جعلی خبروں کے نیٹ ورک کا استعمال کرتے ہوئے مفرضوں پر بیانیے کو پروان چڑھایا، جس کے تحت افغانستان میں ناکامی کا ذمہ دار پاکستان کو ٹھہرایا گیا۔

دریں اشنا امریکا پاکستان پر دباؤ ڈالتا رہا کہ وہ افغان طالبان کے خلاف اپنی فوجی مہم کو مزید تیز کرے۔ تاہم، تحقیقت یہ ہے کہ اس گروپ کی پاکستان میں کوئی منظم موجودگی نہیں تھی اور چند مشترک افراد کے خلاف فوجی کارروائی، جو کہ بھی بھار ہزاروں افغان مهاجرین کے ساتھ پاکستان آنے میں کامیاب ہو جاتے تھے، افغانستان میں متاثر کو تبدیل نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ہمارا فوجی آپریشن پاکستانیوں کی جانب کے خیال کا باعث ضرور بن جاتا۔ اس لیے ایسا کوئی بھی حل ہمارے لیے ناقابل قبول تھا اور اس بات سے پاکستان امریکا کو بار بار آگاہ رکتا رہا۔ تاہم، جو تباہی پیش کر رہے تھے کہ سیاسی سطح پر مذکرات کے جائیں اور ضرورت پڑنے پر فوجی طریقے سے دباؤ بھی ڈالا جائے تاکہ سب فریقین مل کر ایک عوامی نمائندہ حکومت تھکیں دیں، اس پر اگر پہلے ہی غور کیا جاتا تو آج سے کیسی برس پہلے ہی یہ تازعِ حکومت ہو پکا ہوتا۔ لیکن تاہم، جب بھی یہ آپریشن پیش کیا تو ہمیں تھک کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

غیرِ انتظامیہ حس تیزی سے ڈھیر ہوئی اس نے ثابت کر دیا کہ افغان حکومت کی ناکامی میں پاکستان کا ہاتھ نہیں تھا۔ افغان حکومت کی بد عنوانی، بدترین نظام حکومت، عوام کا حکومت پر عدم اعتماد اور تین لاکھ افغان نوج کا طالبان کے خلاف مراجحت نہ کرنے کے نتیجے نے طالبان کی واپسی آسان کر دی۔ ہیرت انگیر بات یہ ہے کہ بھی بھی کچھ مغربی حکومتیں اور واشنگٹن اپنی ناکامی کے لیے پاکستان کو قربانی کا سکر بنا جا چکا رہے ہیں۔ درحقیقت پاکستان پر اسلام نکانے سے شدید کے اس گھن کرکو ختم کرنے کے لیے جو جنبد بے عالی سطح پر درکار ہے اسے حاصل کرنے میں ناکامی ہو گی اور افغانستان میں شدید اور تباہی کا عمل جاری رہے گا۔

مستقبل کا لامع عمل

امن اور خوشحالی افغانستان کا حق ہے، لیکن میں الاتو ای ادا کاروں کے درمیان اسلام تراشی کا کھیل اگر جاری رہا تو یہ

حلے کرتے اور آسانی سرحد پار کر کے پاکستان آ جاتے ہیں جہاں وہ پناہ حاصل کرتے ہیں، پاکستان نے اس مسئلے کا کئی با منطق حل پیش کیا، کہ بارڈر پنجشیر سسٹم بنادیا جائے، باہمی میزیک سسٹم لگا دیا جائے، غیر سرکاری ۲۰ کے قریب کرائیک پاؤ نشیں ہیں جس کی بنیاد کیا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ پاکستان نے باقاعدہ ویز اسروں شروع کرنے کا بھی کہا، حالاں کہ اس سے دیکھتے ہوئے، پاکستانی یہ سمجھتے ہیں کہ مغرب کا موقف غیر سمجھیدہ اور انصافی پر ہے۔ ان کا خیال ہے کہ تم ایک جدید قومی ریاست کے طور پر اپنی بقا کو خطرے میں ڈالے بغیر اب مزید کچھ نہیں کر سکتے۔

پاکستان اور امریکا کے تعلقات گزشتہ دو دہائیوں سے اسی عدم اعتماد کا شکار ہیں۔ اس عدم اعتماد اور اختلاف کی اصل وجہ اس تازع کے حل پر مختلف رائے ہے۔ امریکا طالبان کے خلاف کمل فتح چاہتا ہے۔ حتیٰ کہ جب واشنگٹن نے طالبان سے مذاکرات کا آغاز کیا تب بھی کچھ امریکی حکام ان مذاکرات کو کامیاب کرنے اور ایک ایجنسی نئی پریمیخ کے بجائے ان مذاکرات کے ذریعے طالبان میں دراڑ پیدا کرنے کی نیت رکھتے تھے۔

پاکستانی حکومت نے امریکا کو اس کے منصوبوں کی حمایت کے بارے میں اس وقت بھی آگاہ کیا تھا۔ کیوں کہ تم اس خطے میں رہتے ہیں اور افغانیوں کی غیر ملکی تسلط کے خلاف بغاوت کی تاریخ کا علم رکھتے تھے، اس لیے تم نے امریکا کو حقیقی صورت حال بتانے کی اس وقت بھی کوشش کی تھی۔ ۲۰۰۲ء میں ہی پاکستان نے امریکا اور اس کے اتحادی نیٹ کو یہ بات سمجھا تھا کہ دری تیزی کا القاعدہ واقعی میں ایک دہشت گرد تھیم تھی، جس کا بدبندی نقصان پہنچ پکا، اور بے شک آپ اس کے خلاف آپریشن جاری رکھیں گے لیکن طالبان کو ایک سیاسی تحقیق کے طور پر تسلیم کر لیں۔ ایک دہائی قبل جب افغانستان میں امریکی نوجیوں کی تعداد اس پورے عرصے میں سب سے زیادہ تھی، اس وقت بھی پاکستان نے امریکا کو مذاکرات کا مشورہ دیا اور ان مذاکرات میں اپنا کروار ادا کرنے کی پیشکش بھی کی تھی، تاہم امریکا نے اس پیشکش کو مسترد کر دیا تھا۔ امریکا کے ایجادے میں مذاکرات شامل نہیں تھے۔

بیشتر مغربی حکومتوں نے اپنی اور افغان حکومت کی ناکامی پر آنکھیں بند کر کی تھیں، ان ہی ناکامیوں کے عرصے میں طالبان دوبارہ طاقت حاصل کر رہا۔ اس کے بعد اس کے تاثر میں سب سے زیادہ تھی، اس وقت بھی پاکستان نے افغانستان کے شہری علاقوں اور بلوچستان میں سینکڑوں حلے کیے۔ جیسا کہ پاکستان نے گزشتہ سال جاری کی گئی ایک رپورٹ میں عوامی طور پر تفصیل ہاتا کہ بھارت افغانستان میں ۲۲ تیزی کی پچ چار بار تھا، جہاں پاکستانی طالبان اور بلوچستان میں سرگرم وہشت گروہوں کو پاکستان میں حلے کرنے کے لیے منظم کرتا رہا۔

بھارتی حمایت یافتہ وہشت گروہوں نے پاکستان کے شہری علاقوں اور بلوچستان میں سینکڑوں حلے کیے۔ جیسا کہ پاکستان نے گزشتہ سال جاری کی گئی ایک رپورٹ میں عوامی طور پر تفصیل ہاتا کہ بھارت افغانستان کے ساتھ خلوص نیت کے ساتھ کام کرتا رہا۔ مثال کے طور پر افغان اور امریکی حکومت کو پاکستان سے ٹکایت تھی کہ طالبان جنگجو افغان سر زمین پر

پاکستان مختلف گروہوں کو پاکستان کو اقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور نہیں ہی آئینہ افغان مہاجرین کو بول کرنے کی پوزیشن میں ہیں، جو احوالہ وہاں کی صورت حال خراب ہونے پر یہاں کارخ کریں گے۔

ہم اس حقیقت کے بارے میں بھی اپنائی حساسیں ہیں کہ لاکھوں افغانوں کا ذریعہ معاش پاکستان سے جڑا ہوا ہے۔ ”لینڈ لائلڈ“ ہونے کی وجہ سے افغانستان تجارتی راہداری کے لیے پاکستان پر احتصار کرتا ہے۔ افغانستان کی ہماری پوزیشن اس کے لیے فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر وہ خود کو ایک ”ٹریزٹ ہب“ میں تبدیل کرے جو کوہستانی پیشیا کو پاکستان کے گرم پائیوں سے جوڑتا ہو۔ غنی حکومت نے ان امکانات پر کام نہیں ہونے دیا تھا، بلکہ پاکستان کی طرف سے کی جانے والی اقتصادی تعاون اور کوہستانی پیشیا سے رابطوں کے منصوبوں پر تیزی سے کام کرنے کی پیشکشوں کو بھی روک دیا تھا۔

اس طرح کی تجارتی راہداری نہ صرف پاکستان کی ”جو ہاں اکنامک“ پالیسی کی بنیاد ہے بلکہ یہ پاکستان، ایک بھتیان افغانستان کے درمیان اقتصادی تعاون کا جو امر کیکی ویژن ہے اس سے بھی مطابقت رکھتی ہے۔ باہمی رابطوں کے پیشتر منصوبوں پر پہلے سے یہ کام جاری ہے، جیسا کہ ایک بھتیان سے توہانی اور بھلی کی برآمد، ٹرانس افغانستان ریل منصوب، تجارتی راہداری کے لیے سڑکوں کے انفراسٹرکچر کو وہتر بنانے کے منصوبے شامل ہیں۔ انفراسٹرکچر، توہانی اور بعد نیات میں امریکا، دیگرین اقوامی برادری اور علاقائی طاقتوں کی سرمایہ کاری سے خطے میں تعاون کے ایک حصے دور کا آغاز ہو سکتا ہے اور اس کی کوششوں میں بھی تیزی لانے کا باب اٹھ بنتے گا۔

اگرچہ پاکستان افغانستان کو ثبت سمت کی طرف لے جانے میں مدد کر سکتا ہے اور کرے گا، تاہم جن متانج کی دنیا خواہش مند ہے وہ متانج پاکستان اکیا دینے کی ہمانت نہیں دے سکتا۔ کامل میں موجود نئے حکر انوں پر پاکستان کا غیر معمولی اثر و رسوخ نہیں ہے، کیوں کہ طالبان کو مالی امداد اور قانونی حیثیت بہر حال عالمی طاقتوں نے ہی دیتی ہے۔ اگر مغربی طاقتوں، چین، روس، شرق و سلطی کے ممالک اور افغانستان کے پڑوی ممالک مربوط حکومت عملی ہیا کر طالبان سے مذاکرات کریں اور انھیں اپنے ساتھ ”انجیج“ کریں تو مشترک مقاصد کے حصول کے امکانات روشن ہو جائیں گے۔

مستقبلِ امن

پاکستان افغانستان اور خطے میں اس کے لیے پر عزم

کرے، اور اس بات کو تیقینی بنائے کہ افغان سر زمین کی ملک کے خلاف دہشت گردی کے لیے استعمال نہ ہو۔ ۹۰، مکی دہائی امریکا افغانستان کو چھوڑ کر چلا گیا تھا اور پاکستان پر بھی ساتھ متوatz رابطے کر رہے ہیں اور اپنی دیپیکی اکٹھا رکھ رہے ہیں تو عالمی برادری کوچا بیکے کو وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ان کی امداد اور ان کی قانونی حیثیت کو تسلیم کر کے نئی انتظامیہ کو جامع حکومت سازی کے لیے مجبور کر سکتی ہے۔

گزشتہ ایک ماہ کے دوران پاکستان نے افغانستان کے پڑوی ممالک اور خطے کے دیگر ممالک سے مستقبل کی منصوبہ بندی کے لیے سفارتی سٹی پر بھر پور رابطے کیے ہیں، اور ہم ان کوششوں کو جاری رکھیں گے۔ تاہم مغربی سفارت کاروں کو بھی ان علاقائی اقدامات سے باخبر رہنے اور اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ افغانستان کی امداد اور مشاورت کے لیے ایک مشترک اپنڈا بنا لے جاسکے۔ ابتدائی طور پر ایک بڑی ڈوز کافرنس کا انعقاد کیا جا سکتا ہے۔ جہاں علاقائی اور مغربی ممالک کم کر انسانی بینادوں پر اور معافی امداد کے لیے کوئی لائچ عمل تھکیل دیں۔ اس میں افغان مرکزی بینک کے ذخراز کو بھی بہترین غیر ممکن کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ایک فورم تھکیل دیا جا سکتا ہے، جو افغانستان کے تکمیل ترقیاتی منصوبوں کا جائزہ لے کر ان کو تکمیل کروائے تاکہ افغان عوام کو فائدہ ہو۔

طالبان کے ساتھ محالات کو بہتر طریقے سے چلانے کے لیے ایک مربوط عالمی نقطہ نظر کی ضرورت ہے تاکہ عالمی برادری آپس میں تقسم نہ ہو۔ تاہم اس بات کا بھی خیال رکھا جانا چاہیے کہ یہ نقطہ نظر حقیقت پسند نہ ہو، اس نقطہ نظر سے ایسے متانج کی امید رکھنی چاہیے، جس سے ایک اوسط افغانی کو فائدہ پہنچا دیے۔ پس کوششیں اہم ہیں لیکن افغانستان کے ساتھ سفارتی تعلقات کو مزید آگے بڑھانا چاہیے۔ افغانستان کے پاس نہیں اتنے وسائل ہیں اور نہیں اور اسے جاتی صلاحیتیں ہیں کہ وہ خود اپنی معیشت کو بتا ہی سے بچا سکے۔

پانیہ رہن کو تیقینی بنانے کے لیے، یہن اقوامی برادری کو ان ذرائع کا تین کرنا چاہیے، جن کے ذریعہ ترقیاتی امداد فراہم کی جاسکتی ہے اور ملک کے حوالے سے خدماتی بھی دور کی جا سکیں۔ تاہم ”وکیو اور انتظار کرو“ کی پالیسی اپنائی گئی، جو کہ کچھ ممالک اپنہا ہے ہیں، ایسا ماضی کی طرح افغانستان کو نقطہ نظر از کر دینے کے مترادف ہو گا۔

نئی حکومت سے پاکستان کی توقعات بھی مغربی حکومتوں سے مختلف نہیں ہیں۔ پاکستان ایک ایسی ریاست چاہتا ہے جو سب کو ساتھ لے کر چلے، تمام افغانوں کے حقوق کا احترام

چین اور امریکا: مفادات کی جنگ

جزل سیکڑی نے اوینور سے متعلق خفیہ طور پر رابطہ بھی کی تھے، جسے نیویارک ٹائمز منے آتا تھا۔

شی جن پاگ نے اس خدشے کا اٹھار کیا تھا کہ اوینور کے عکریت پسند چین پر حملے کے لیے تا جھستان کی سر زمین کو استعمال کر سکتے ہیں۔ تاہم اس حوالے سے کوئی شواہد موجود نہیں تھے۔ حال ہی میں انٹریشنل کرنل کورٹ نے تشویش کا اٹھار کیا ہے کہ چین نے تا جھستان میں کارروائی کر کے کئی عام شہریوں کو کشناہ بنا لایا تھا۔

چین اور وہ بھی اپنے مفادات کے لیے ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ دونوں ہی ممالک افغانستان سے گمنہ طور پر در آئے والی دہشت گردی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے عدم احکام کے حوالے سے فکر مнд ہیں۔ ان دونوں ممالک کی خواہش ہے کہ وہ خلے سے امریکا کے عمل وغل کو قمع کرو دیں۔ افغانستان سے امریکی افواج کے انخلاء کے بعد امید ہے کہ وہی ایشیا میں امریکا اپنی مداخلت اور موجودگی کو مزید کم کر دے گا۔

تاہم، انخلاء کے فوری بعد امریکا نے ازبکستان اور کرغزستان کی سر زمین کو استعمال کر کے کارروائی کی۔ ۲۰۱۲ء میں امریکا نے روں کے کشیدگی کے نتیجے میں ان دونوں ممالک میں موجوداً پانے عکری متقرر (Bases) بند کر دیے تھے۔

اگرچہ امریکا نے اس عزم کا اٹھار کیا تھا کہ وہ افغانستان، تا جھستان سرحد پر سہولیات میں اضافہ کرے گا، لیکن وہ ان ممالک کو دی جانے والی امداد میں کمی کر کے ۲۰۲۰ء تک اسے ۲۵۰ ملین ڈالر سے صرف گیارہ ملین ڈالر تک لے آیا تھا۔ اس دوران امریکا نے ان ممالک کے ساتھ فوجی مشقوں میں بھی غیر معمولی کی تھی۔ (ترجمہ: جوہر الحق صدیقی)

"In Post-American Central Asia, Russia and China are tightening their grip".

("warontherocks.com". Oct. 7, 2021)

ہوا، مگر جاں ہے کہ انہیں غصہ آیا ہو یا انہوں نے اٹھ کر حکومت کو گرفتاری ہو؟ اس کی وجہ بھی ہے کہ قرضوں میں ڈوبی حکومت لے کر کوئی کیا کرے گا؟

لیکن یا معاشری ریلیف کے امکانات روشن ہونے کے بعد بھی یا یا یہی مست ووتے رہیں گے، وہ بھی تب جب امریکی حکومت الامور کی نصیحتیں لا یوئی وی پر جل جکی ہوں؟

(حوالہ: "دان نیوزٹ اٹ وی"، ۲۹ نومبر ۲۰۲۱ء، اکتوبر ۲۰۲۰ء)

Bradley Jardine and Edward Lemon

گمنہ طور پر یہ بات کبھی جاسکتی ہے کہ اب امریکا وسطی ایشیا میں عکری مداخلت فتح کر دے گا تاہم، خلے میں انتشار اور عدم احکام برقرار رہے گا۔ کیم اکتوبر کو تا جھستان اور طالبان حکومت کے درمیان شروع ہونے والی کشیدگی اور لفظی جنگ کے نتیجے میں روں نے اپنے خدشات کا اٹھار کیا ہے۔ اگرچہ ان دونوں ممالک کے سربراہان کے درمیان باہمی تعاون کا معاہدہ موجود ہے۔ افغانستان میں جاری غیر یقینی صورتحال کے باوجود روں کی قیادت میں حیلہ ممالک تا جھستان، افغانستان سرحد پر جنگی مشقوں کی تیاری کر رہے ہیں۔ وہی ایشیا کے یہ ممالک اپنی سلامتی کے لیے دوسرے ممالک پر انجام دار کرتے ہیں۔ امریکا کے افغانستان سے اخلا کے بعد روں اور چین آپس میں ہرید تربیب آرہے ہیں۔ لیکن ابھی صورتحال واضح نہیں کہ خلے میں ان ممالک کے تعاون اور مسابقات کی کیا صورت بتی ہے۔

افغانستان پر طالبان کے قبضے کے کچھ ہی دن بعد روں نے ازبکستان اور تا جھستان کے ساتھ دو جنگی مشقوں کی ہیں۔ ان مشقوں میں ۲۵۰۰۰ افراد نے حصہ لیا تھا۔

چین بھی اپنے دفاع کے حوالے سے پیش بندی کر رہا ہے۔ روں کی فوجی مشقوں کے فوری بعد، چین نے بھی تا جھستان کے ساتھ دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لیے فوجی مشقوں کی ہیں۔ تا جھستان کے ساتھ چین کے تزویری اشتر اسک میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ چین کی یہ خواہش ہے کہ افغانستان کے ساتھ متحمل کر اوینور کے عکریت پسندوں کو واپس لا کر کیمپوں میں منتقل کرے، اس حوالے سے چین نے پڑوی ممالک میں غیر معمولی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا ہے۔ ۲۰۱۲ء میں چین کے

ہے۔ ہم نے اپنے پڑوں میں جنگ کی حمایت کر کے بہت زیادہ جانی اور مالی تھesan اٹھایا ہے۔ اس کے باوجود ہم نے اپنے پڑوں ملک میں استحکام اور معاشری خوشحالی کے لیے اپنے عزم کا بارہار اٹھا کیا۔ ہم نے افغانستان میں اسکے عمل کو آسان بنانے کے لیے امریکا کے ساتھ متحمل کر کام کیا، جس کے

نتیجے میں ہمیں اندرون ملک دہشت گردی کی لعنت کا سامنا کرنا پڑا، لہکوں افغانوں کی چاروں ہویوں سے میزبانی کی اور بھارت جیسے معاملات بگاڑنے والے ملک کی جارحانہ استعمال انگریزی کے باوجود چل کی پالیسی پر عمل کیا۔ آج پاکستان علاقائی روابط اور ترقیاتی شراکت واری کے ذریعے باہمی معاشری تعلقات کو فروغ دینے کی کوشش کر رہا ہے اور سیاسی شاڑیات کو بھی خوش اسلوبی سے حل کر رہا ہے۔

افغانستان خلے میں باہمی تعاون کی مثال بن سکتا ہے، لیکن اس کے لیے عالمی برادری کو بھی اپنا کرواردا کرنا ہو گا۔ نبی افغان انتظامیہ کے ساتھ متحمل کر، امریکا اور دیگر عالمی طائفیں نہ صرف انسانی بحران کو تباہ کیتی ہیں، بلکہ افغانیوں کو اس سے رہنے میں مدد دے سکتی ہیں اور اس بات کو یقینی پاکتی ہیں کہ افغان سر زمین سے دہشت گردی کا خطرہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔ یہ صرف ان کی اجتماعی ذمہ داری ہے بلکہ یا ان کے اپنے مفاد میں بھی ہے۔

یقیناً طالبان حکام کو بالآخر یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ وہ افغانستان پر زیادہ جامع انداز یعنی سب کو ساتھ لے کر چلے کے انداز میں حکومت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تاہم تاریخ میں ہمیں ایسچھے الفاظ میں یاد نہیں کیا جائے گا اگر ہم انھیں صحیح سمت میں آگے بڑھنے کے لیے سازگار ماحول فراہم نہیں کریں گے۔ ایسا کرنے میں ناکامی پر پاکستان کو افغانستان سے ہر قسم کے منفی اثرات کا غیہ زده ہجھتا پڑے گا۔ حالاں کہ تم پہلے ہی اپنے حصے سے زیادہ بوجھ اٹھا کچے ہیں۔

(ترجمہ: حافظ محمد نوریون)

"How Pakistan Sees Afghanistan".
(Foreign Affairs". October 7, 2021)

لیکن: کیا سعودی عرب سیکیور پاکستان کو

امریکی کمپ میں لے جا رہا ہے؟

شوکت ترین امریکا سے سعودیہ پہنچ اور پہنچنے مل گیا۔ اسے عمر امریکا میں سی پیک کو ہی مارکیٹ کرتے رہے۔ سے این این ایک رپورٹ چلا چکا ہے کہ امریکا پاکستان مذاکرات میں رہے ہیں اور پاکستان معاشری پہنچنے چاہ رہا ہے۔ اس رپورٹ کی تو مان لیتے ہیں۔ اس حکومت میں اپوزیشن کے ساتھ کیا کچھ نہیں

ہوا، مگر جاں ہے کہ انہیں غصہ آیا ہو یا انہوں نے اٹھ کر حکومت کو گرفتاری ہو؟ اس کی وجہ بھی ہے کہ قرضوں میں ڈوبی حکومت لے کر کوئی کیا کرے گا؟

لیکن یا معاشری ریلیف کے امکانات روشن ہونے کے بعد بھی یا یا یہی مست ووتے رہیں گے، وہ بھی تب جب امریکی حکومت الامور کی نصیحتیں لا یوئی وی پر جل جکی ہوں؟

(حوالہ: "دان نیوزٹ اٹ وی"، ۲۹ نومبر ۲۰۲۱ء، اکتوبر ۲۰۲۰ء)

کشمیر کے گلیشیروں کی بتاہی کسی ایمی می جنگ سے کم نہیں!

انفار گیلانی

گلکھ پر و فیرسکول کے مطابق اگر اس علاقتے میں اسی طرح ہزاروں یا تریوں کی آمدورفت کا سلسہ چاری رہا تو ماحولیات اور گلیشیر کو ناقابل علمائی لفظان پہنچ گا۔ لیکن اس شورے پر کان و ہرنے کے بجائے بھارتی حکومت زیادہ سے زیادہ یا تریوں کو بالائیں کے راستے ہی امرنا تھا پہنچ رہی ہے۔ بھارتی حکومت نے ملک کے بیشتر دریاؤں اور ندیوں کے منع یعنی گنجائے کے گلیشیروں کی خلافت کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں لیکن وادی کشمیر اور پاکستان کو پانی فراہم کرنے والے سندھ طاس گلیشیر کی بتاہی پر وہ ذرا بھی فکر مند نہیں نظر آتی ہے۔ ۲۰۰۸ء میں ہی اڑاکھنڈ صوبہ میں ماحولیات کے تحفظ کے لیے وہاں کی اس وقت کی ہندو قوم پرستی بیجے پی ہے جو حکومت نے ایک حکم نامہ چاری کیا، جس کی رو سے ہر روز صرف ۲۵۰ سیاہ اور زاریں دریائے گنجائے کے منع گو کھلکھلیشیر جاسکتے ہیں۔ اس کا موازنہ اگر آپ سندھ طاس کو پانی فراہم کرنے والے کشمیر کے کلاہوئی گلیشیر کے ساتھ کریں تو وہاں ہر روز اوسطًا ۲۰ ہزار افراد میں اور اگست کے درمیان اسے روشن تر ہوئے نظر آئیں گے۔

ماہرین ماحولیات کہتے ہیں کہ ایسے وقت میں جب کہ دنیا موسیاتی تبدیلوں کی وجہ سے ایک نئی آفت سے دوچار ہونے والی ہے اور اس مصیبت کوٹالے کے لیے دنیا کے بیشتر ممالک پہاڑی علاقوں میں سیاحوں کی آمد کو ریگولیٹ کر رہے ہیں، بھارت کو بھی چاہیے تھا کہ کشمیر کے قدرتی ماحول کو برقرار رکھنے کے لیے امرنا تھا میں یا تریوں کی تعداد کو ریگولیٹ کرنے کی تجویز پر مددیں نقطہ نگاہ کے بجائے سائنسی نقطہ نگاہ سے خور کرے۔ بھارت کے ایک اہم ادارے دی انگریزی سریج انسٹی ٹیوٹ (TERI) نے بھی اپنی ایک اسنڈی میں دعویٰ کیا تھا کہ دریائے چناب کے طاس کے گلیشیروں میں افیض کی واقع ہوئی ہے۔ غیر رکاری تنظیم ایکشن ایڈ نے اپنی ایک روپورٹ میں بتایا ہے کہ جوان اکل گلیشیر تو پوری طرح پکھل چکا ہے۔ ماہرین کے مطابق تھووسن، زوجیلا اور نارانگ کے گلیشیر بھی بڑی طرح متاثر ہو چکے ہیں۔ امرنا تھمندر کے غار کے اوپر کا گلیشیر، جس کی وجہ سے غار کے اندر ریف کا شیو لگ بنتا ہے، بھی تقریباً ۱۰۰ ایمیٹر تک گھٹ چکا ہے۔ شماں کشمیر کے سیاحتی مقام گھرگ کے نزدیک افراد گلیشیر کا وجود ہی ختم ہو چکا ہے۔ جبکہ ایک وقت یہ ۲۰۰ میٹر طویل ہوتا تھا اسی طرح جنوبی کشمیر کے نگنہ، ہانچی پورہ اور وند نند کے گلیشیر بھی ختم ہو چکے ہیں۔ ۵۰ سال قبل چناب طاس میں آٹھ ہزار مرلے کلومیٹر کے

ضم ہو جاتی ہے۔ پاکستان کی تین چوتھائی آبادی سندھ طاس میں آباد ہے اور اس کی ۸۰ فیصد خود اک کی ضروریات سندھ

اور اس کی معاون ندیوں خاص طور پر جہلم اور چناب پر محصر ہے۔ ان گلیشیروں کو سب سے زیادہ خطرہ پہاڑی علاقوں میں بازوک ٹوک آمدورفت اور مددیں یا تریوں کو سیاست اور معیشت سے جوڑنے سے ہے۔ جنوبی کشمیر میں امرنا تھا اور شماں بھارت کے صوبہ اڑاکھنڈ کے چار مقدس مذہبی مقامات بدری نا تھا، کیدارنا تھا، گنگوترا اور بیوترا اس کی اہم مثال ہیں۔ دوسرے قسم تک کشمیر میں امرنا تھا یا تریوں کے لیے محدود تعداد میں لوگ شریک ہوتے تھے لیکن اب ہندو قوم پرستوں کی طرف سے چالائی گئی ہم کے نتیجے میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ آتے ہیں۔ سال پر سال ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس یا تریوں کے پیچھے کشمیر کو ہندوؤں کے لیے ایک مذہبی عالمت کے طور پر بھی ابھارتا ہے، تاکہ مخفی مذہبیں گے مگر یہ مذہبی نہ چڑھکی۔ بجائے مشترک حکمت عملی کے ۲۰۱۲ء کے بعد تو ایسے حالات بیدار کے گئے کہ مشترک دریاؤں کے پانی کو بھی روکنے کی ہمکیاں وی گئیں۔

ماحولیات کے معاملے میں دونوں ملکوں کے درمیان اشتراک اس لیے اشد ضروری ہے کیونکہ دریائے سندھ اور اس کی معاون ندیوں کو پانی فراہم کرنے والے کشمیر اور لداخ کے پہاڑوں میں موجود گلیشیر تیری کے ساتھ پکھل کر ختم ہو رہے ہیں۔ پچھلی دو دہائیوں سے کشمیر کے سب سے بڑے کلاہوئی گلیشیر کی ناک ۲۰۰۶ء سے زائد پکھل پچھلی ہے۔ یہ ادا دشمن ۲۰۰۷ء کے ہیں۔ اس کے بعد تو مزید بتاہی آگئی ہو گئی۔ اس کے اطراف کے چھوٹے گلیشیر تو کب کے ختم ہو چکے ہیں۔

ہمایہ خطے کے ۱۵ ہزار گلیشیر دنیا کے چار بڑے دریاؤں سندھ، گنگا، میکانگ اور برہم پڑاکے لیے ہمیں کام کرتے ہیں۔ تقریباً چار ارب افراد کی زندگی ان کے پانیوں کی مرہون منت ہے۔ بھارت کے ایک سینٹر سائنسدان ایم ایں کوکے مطابق ان ۱۵ ہزار گلیشیروں میں ۲۵۰ بھارت میں اور پھر ان میں ۳۱۳۶ کشمیر اور لداخ خطے میں ہیں۔ پاکستان کا مرکزی دریا سندھ، بتت سے نکل کر لداخ اور پھر گلگت کے راستے پاکستان میں واصل ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک شاخ کرگل کے پاس الگ ہو کر سونہ مرگ کے راستے وادی کشمیر کے ایک حصے کو سیراب کر کے گاندربل میں دریائے جہلم میں

دوسری طرف ہندو شدت پسند راہنماؤں نے بھی پورے ملک میں ہم شروع کر کے بڑے پیمانے پر ہندوؤں کو امرنا تھا کی یا تریا کے لیے راغب کرنا شروع کر دیا۔ اڑاکھنڈ کے چار درہام کی طرح امرنا تھا کو بھی ساخت اور بھارت کی شدت پسند قومی سیاست کے ساتھ جوڑنے کی کوششیں کی

امریکا کی ساکھو خطرہ!

تو سچ پنداہ عزائم میں بھی تیزی متوقع ہے۔ امریکا انخلانے چین کو یہ موقع بھی فراہم کر دیا ہے کہ وہ افغانستان کی مارکیٹ تک با اسافر سامنی حاصل کر سکے۔

چین اگر چہ طالبان کے افغانستان پر قبضے کے بعد خاصا جھاتا ہے، تاہم وہ موجودہ صورتحال سے پوری طرح فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ امریکا کو اس حوالے سے اپنی مؤثر حکمت عملی اپنائی ہو گئی تاکہ وہ چین کو اس کے عزم میں ناکام کر سکے۔ امریکا کو این گور مسلمانوں پر جیل کے ظلم و ستم اور پابندیوں کو مسلم دنیا کے سامنے رکھنا چاہیے اور انہیں یہ باور کروانا چاہیے کہ چین ان کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ امریکا کے افغانستان سے انخلاء کے بعداب وہ مشرق و سطحی اور وسطیٰ ایشیا کے لیے قابل اعتبار نہیں رہا۔ وہ ممالک جو اپنی سلامتی کے لیے امریکا پر انحصار کرتے تھے اب وہ سونپنے پر مجبور ہیں کہ امریکا ان کی سلامتی کے سچ ترمادفات کا تحفظاً کرنے کا الٹا نہیں۔

امریکا کو اپنے تمام حلیلوں بالخصوص تائیوان اور اسراپیں کو یہ اعتماد دینا چاہیے کہ وہ ان کے مفادات اور سلامتی کے لیے پوری طرح تیار ہے۔ اس پرے منظر نے میں امریکا کے لیے یہ بات اہم ہے کہ وہ اپنی ساکھوں طرح بحال کرتا ہے۔

(ترجمہ: محمد الحق صدیق)

"How the Afghan withdrawal impacts US-China competition".
(defense news.com). Sept. 17, 2021)

باقیہ: ایک اور "تائن ایلوں" کا خواب

ایسا نہیں ہو گا جو ہمیں اٹھے دے، یوں ہمیں بہت ذور سمندر سے حملہ آرہو وہا پڑے گا۔ یوں پہنچانے کیا ہے کہ القاعدہ اگلے تین سے چھ ماہ میں اس قدر طاقتور و نوکتی ہے کہ وہ امریکا پر ایک "تائن ایلوں" جیسا بڑا حملہ کر دے۔ اپنے عملی کی صورت میں افغانستان، ایران اور پاکستان ہمارے لیے یہ تینوں ملک و مدنی سر زمین ہوں گے۔ پاکستان خود اپنے ملک میں موجود طالبان سے خوفزدہ ہو گا اور ایران ہمارا خون ہے۔ ایسے میں ہم ایک سچ اور نہ ختم ہونے والی جنگ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ ہرگز ایک تجزیہ نہیں لگتا ہے بلکہ ایک سوچی گھنی مخصوص بندی اور حکمیت عملی لگتی ہے۔ اسلحہ ازوں کی کمی کے لیے جنگ کے میدان بنانے کی دوڑ ہے اور اس دوڑ میں سب بڑی عالمی طاقتیں شریک ہیں۔

(حوالہ: روزنامہ "نیوز" کراچی - ۲۲ اکتوبر ۲۰۲۱ء)

Lt. Gen. Richard P. Mills (ret.)

and Erielle Davidson

جب بھی دنیا کی طاقت روشنیں اپنی ناکامی کو قبول کرتی ہیں تو اسی صورتحال میں انہیں اپنی ملکی کامنیزہ تا دیر بھگتا پڑتا ہے۔ امریکا کا افغانستان میں دو دنیا تک قیام کے بعد اب انخلاء کا فیصلہ بھی اسی طرح خطرناک تباہج کا حامل ہو سکتا ہے۔ افغانستان کے عوام کو طالبان کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اب امریکا اپنی ناکامی اور وہی کو جواہ فراہم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ دراصل، وہ اپنے اصل حریف چین پر توجہ مرکوز کرنا چاہتا ہے۔ امریکا کے لیے اس ذلت آمیز شکست کے دورس اڑاست سے باہر نکانا اسان نہیں ہو گا۔

امریکا کے انخلاء سے کامل فوری طور پر طالبان کے ہاتھوں میں چلا گیا اور امریکا کی تربیت یا فن افغان فورسز نے تھیمارہ اول دیے۔ پورے ملک میں پوری طرح قبضے کے بعد طالبان نے بڑے مقفلم انداز میں ظلم و نقص اپنے ہاتھوں میں لے لیا، اسکوں کو بند کر دیا اور غیر شادی شدہ عونوں کو اپنے جگہوں کے ساتھ شادی پر مجبور کیا۔ امریکا کو یہ جان لینا چاہیے کہ افغانستان کو یوں طالبان کے ہاتھوں میں دینے سے اس کی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔

یہاں یہ بات اہم ہے کہ طالبان کی موجودہ اسلامی حکومت وہشت گردی کا مرکز بن سکتی ہے اور یہ خطے میں اس سلامتی کے لیے بھی خطرہ ثابت ہو گی۔ میں سال قبل بھی طالبان نے اپنی سر زمین وہشت گردی کی کارروائیوں کے لیے استعمال ہونے کی اجازت دی تھی۔ اب دوبارہ طالبان کے افغانستان میں قبضے کے بعد، مکمل طور پر امریکا پر دوبارہ حملہ ہو سکتا ہے۔۔۔ اس خدشے کا اٹھارہ امریکی حکومت کے ذریعے ہوتا ہے، سلامتی کے ذریعے میں آتا ہے۔ بھارت اور پاکستان کو چاہیے کہ گلاں گلو کافرش کے موقع پر خطہ کشمیر کو ماحولیاتی تباہی سے چانے اور اس کے جنگلات، گلیشیر اور پانی کے ذخیرہ کو بچانے کا عہد کریں۔ اگر یہ ناچیہ ہو جاتے ہیں تو ہمیں، ہندوکش اور پھر شیب میں ایک بڑی آبادی واپس لگ سکتی ہے۔ یا وہ ہے کہ خیڑھ کسی ایسی جنگ سے کم نہیں ہے۔

امریکا کو چاہیے کہ وہ ڈیپو میں کی سٹٹ پر اس بات پر زور دے کہ وہ دنیا بھر میں کہیں بھی وہشت گردی کے مرکز کو برداشت نہیں کرے گا۔ جیو پٹیکل تاظر میں امریکی انخلاء کے بعد جیل میں زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آئے گا اور اس کی اہمیت میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ اس طرح چین کے

قریب گلیشیر ہوتے تھے، جواب صرف ۱۴۰۰ مرلے کلومیٹر تک رہ گئے ہیں۔ سیاحی گلیشیر پر فوجی سرگرمیوں کی وجہ سے اس کی کیا حالت ہو چکی ہو گئی، اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ بھارت میں گلیشیروں کا ڈیٹا حاصل کرنا بھی خاصا مشکل ہے، یونکہ یہ سرحدی عاقلوں میں آتے ہیں اور وزارت دفاع و فوج ان عاقلوں کے سروے کی اجازت نہیں دیتی۔ مجھے یاد ہے کہ جے رام ریسٹ نے اپنی وزارت کے دوران گلیشیروں کے سروے اور ان کا ڈیٹا اکٹھا کرنے کا حکم صادر کیا تھا، مگر وزارت دفاع نے تھیکنے کو ان عاقلوں تک رسائی دینے سے انکار کر دیا۔ اب بھی بھارت میں گلیشیروں کے حوالے سے معتبر ڈیٹا موجود نہیں۔ گلیشیروں کے علاوہ کشمیر میں گھن جنگلاتی رقبہ بھی سے سفید سے گھٹ کر کیا رہ فیصلہ رہ گیا ہے۔ ایک بڑی دیوبیہ ساٹ Third Pole کے مطابق پہنچام کے علاقے میں گھنے جنگلات کا رقبہ جو ۱۹۷۱ء میں ۱۶ امریکی کلومیٹر تھا، ۲۰۱۰ء میں ۹۰۰ امریکی کلومیٹر پکارڈ کیا گیا۔ اب تو یہ اور بھی سکر گیا ہو گا۔ اسی طرح پانی کے سب سے بڑے ذخیرے ڈیجیٹل وولر کی قسم بھی کشمیریوں کی قسم کی طرح سکنگی ہے۔ اس کا رقبہ پھیلی تین دنہائیوں میں ۵۷۰۰ امریکی کلومیٹر سے گھٹ کر ۸۲۰۰ امریکی کلومیٹر رہ گیا ہے۔ دریائے چلم کو پانی فراہم کرنے والا یا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ وہشت گردی، فوجی کشیدگی یا سرحدی تنازعات، قومی سلامتی کے لیے نظرات توہین، ہگرایا لگتا ہے کہ ماحولیاتی تہذیبیاں، خاص طور پر جب وہ جان بوجہ کر عمل میں لائی جاتی ہوں، سے اس سے بھی شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ اس سے جنگوں سے بھی زیادہ افراد کی بلاکت کا اندر یہ ہے۔ وہی دو فوں ممالک کو چاہیے کہ کم از کم اس معاملے میں ایک دوسرے کے ساتھ اشتراک کر کے خطے کو ماحولیاتی تہذیبی کے طوفان سے بچائیں۔ دوسرا طریقہ ہے کہ سارک تنظیم کے ذریعے کوئی میکارزم ترتیب دیا جائے۔ سفارتی مورخ رجہ ڈ اویں نے قومی سلامتی کو دریشی خطرات کی تشریح پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہر وہ چیز جس سے عوامی زندگی یا اس کا معیار متاثر ہوتا ہے، سلامتی کے ذریعے میں آتا ہے۔ بھارت اور پاکستان کو چاہیے کہ گلاں گلو کافرش کے موقع پر خطہ کشمیر کو ماحولیاتی تباہی سے چانے اور اس کے جنگلات، گلیشیر اور پانی کے ذخیرہ کو بچانے کا عہد کریں۔ اگر یہ ناچیہ ہو جاتے ہیں تو ہمیں، ہندوکش اور پھر شیب میں ایک بڑی آبادی واپس لگ سکتی ہے۔ یا وہ ہے کہ خیڑھ کسی ایسی جنگ سے کم نہیں ہے۔

(حوالہ: روزنامہ "نیوز" کراچی - ۳۱ نومبر ۲۰۲۱ء)

کر سٹوفر کو لمبس کا خوفِ اسلام

Alan Mikhail

محسوس کیا۔ کلبس نے مسلم دنیا کا چکر کاٹنے سے بچنے کے لیے جب مشرق یورپ کا بھری تجارتی راستہ تلاش کرنے کا عومنی مشن شروع کرنے کے لیے مغرب کی سمت منتظر ہو سندرلوں کے سفر کی ابتدائی بہب اُس کا ذہن نہیں محض کسی دریافت کے خالص دینیوں تصور سے سے مرتین تھا اور نہ ہی وہ تاجر انہ میں ایک اہم نتائج اکثر غائب پایا گیا ہے۔۔۔ یہ کہ بحر اوقیانوس پار کرنے کی اُس کی مہاتم کی پشت پر بنیادی عالم اسلام سے خوف یا نفرت بھی تھی۔ اس تصور سے صدیوں تک سفید فام یورپی باشندوں کے "دنیا" اور اس کے آہانی یا اصل باشندوں سے معاملات و تعلقات کی طرز بھی متعدد ہوئی اور آج امریکی کس طور دنیا کو دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔

کلبس کی زندگی میں اسلام کی مرکزیت اس کے بھر اوقیانوس کے اسفار کے عجیب و غریب اور اب تک سب سے کم معلوم ہونے والے پہلو کی توضیح کرتا ہے۔ جب کلبس کیریں کے جزاً پہنچا توہاں ہر طرف اسلام کو پایا۔ مثلاً اس نے مقامی ٹانکوں باشندوں نے تھیاروں کو لفڑ کا نام دیا جو سپانوی زبان کا لفظ ہے تاہم عربی سے ماخوذ ہے۔ یہ لفظ عربی میں چھوٹی، خمر ارکوار کے لیے استعمال ہوتا ہے جس پر قرآن کی آیات کندہ ہوتی تھیں۔ کلبس نے خود بتایا کہ ٹانکوں کے پاس لوہا نہ تھا اور وہ قرآن کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتے تھے مگر وہ پھر کمی اُنہیں مسلم سپاہیوں جیسا قرار دیتا ہے، جنہوں نے لفڑ تھا ہی ہوئی ہوتی تھیں اور یوں اُس نے ٹانکوں کو اپنے ذہن میں مسلمانوں کے حوالے سے پائے جانے والے تصورات سے مطابقت رکھنے والے درجے میں رکھا اور اسی تیزی میں اپنے گماں قارئین کے لیے پیش کیا۔

بعد میں جب کلبس نے مقامی خواتین کے ایک گروپ کو اسکارف لگائے ہوئے دیکھا تو یہ خیال کیا کہ وہ شاید تجارت یا پھر کسی اور نوعیت کے یورپی شایانی رابطے کے ذریعے اُن سے تعلق رکھتی تھیں جو اُس کی معلومات کے مطابق مورکہلاتے تھے۔ اسلام اور امریکا کے آہانی باشندوں کے درمیان اس نویت کی مثالیں چاری ہیں۔ کلبس کے دو عشروں کے بعد ہرجن کورٹیز نے بھی لکھا کہ میکسیکو کے ایڈنک باشندے مسلمانوں والی دستار باندھتے تھے اور ان کی خواتین مورش (مسلم) خواتین جیسی دکھانی پہنچی تھیں۔ ہرجن کورٹیز نے دعویٰ میں اسے کیا کہ اُس نے جمعاۃ (آج کل میکسیکو) پائیج سوسائٹی لایسنس میں اپنی روح کی گھرائی میں مقدس جگ کا بوجھ

کر سٹوفر کو لمبس کے بارے میں پہلا اطالووی امریکی ہونے سے لے کر پورے بڑا عظم کی سطح پر قتل عام کی سمت منتظر ہو سندرلوں کے سفر کی ابتدائی بہب اُس کا ذہن نہیں محض کسی دریافت کے خالص دینیوں تصور سے سے مرتین تھا اور نہ ہی وہ تاجر انہ میں ایک اہم نتائج اکثر غائب پایا گیا ہے۔۔۔ یہ کہ بڑھ کر وہ ہھر پور عیسائیت نواز رویے اور جذبے کے ساتھ امریکا ہی کی طرف چلا تھا۔

کلبس کی زندگی میں اسلام کی مرکزیت اس کے بھر اوقیانوس سے معاملات و تعلقات کی طرز بھی متعدد ہوئی اور آج امریکی کس طور دنیا کو دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔ کر سٹوفر کلبس کے ذہن میں اسلام کے حوالے سے پائی جانے والی نفرت اور خوف کو اکتوبر کے دوسرے پنجم (بوم کلبس، یوم باشندگان اصل یا یوم ثافت اطالیہ) سے تعلق ہماری طرز تک پر بھی اڑانداز ہوانا ہی چاہیے۔

کر سٹوفر کلبس ۱۲۵۱ء عیسوی میں پیدا ہوا تھا، جب یورپ میں اسلام خالف ڈہنیت عروج پر تھی۔ وہ صلیبی جنگوں کی داشتائیں سُلطاناً ہوا پالا بڑھا اور ساتھ ہی ساتھ اُس نے تھپن میں ۱۲۵۳ء عیسوی میں سلطنت عثمانی کے ہاتھوں قسطنطینیہ پر قبضے کے نتیجے میں اپنے آہانی تھبے ہیندوں کے بارے میں بہت کچھ سننا۔

عنقرانی شباب میں کلبس نے ایک ملاح کے زیر تربیت بھیرہ روم کا رخ کیا۔ ابتدائی چند بھری اسفار کے دوران کلبس کو بھیرہ آجیں اور شمالی افریقا کی مسلم ریاستوں میں عثمانیوں کی طاقت کے مشاہدے کا موقع ملا۔ بعد میں اُس نے مغربی افریقا کے ساحل کے ساتھ ساتھ سفر کیا جہاں خطے کی طاقتور مسلم بادشاہوں نے اُسے یوں ممتاز کیا کہ اسلام ہر طرف تھا اور اُس نے عیسائی دنیا کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ یورپ و اپنی پر کلبس نے بھر اوقیانوس کے پار جانے کے سفر پر روانہ ہونے سے چھ ماہ تک ہزیرہ نما آجیریا کے ہنوب میں مسلمانوں کے خلاف ایجین کی لڑائی میں بھی حصہ لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ کلبس مراجاً و قلباً صلیبی جنگو تھا۔ اُس نے زندگی بھر مسلمانوں سے معاملت اور پھر ان کے خلاف کیا کہ اُس نے جمعاۃ (آج کل میکسیکو) پائیج سوسائٹی لایسنس میں اپنی روح کی گھرائی میں مقدس جگ کا بوجھ

کے قائد موئیز و ماؤکو "سلطان" کے نام سے کارا۔ سوال یہ ہے کہ اس پیچیدہ لکٹے کی توضیح کیا ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب کلبس کی (اور یورپ کی) اسلام کے خلاف صلیبی جنگوں کی طویل تاریخ میں ہے۔ صدیوں کے دوران بڑی جانے والی نہیں جنگوں کے عادوں عثمانیوں اور دیگر مسلمانوں کی ۱۲۵۳ء کے بعد یورپ کے متعدد علاقوں میں پیش رفت نے کلبس، کورٹیز اور دیگر ہزاروں یورپی عیسائیوں کے ذہنوں میں اسلام کو ایک دین کے طور پر پروان چڑھا یا جنہوں نے پرانی دنیا میں مسلمانوں اور نئی دنیا میں امریکی انجیز سے جنکن لایں۔ ان تمام لوگوں نے پوری زندگی یہی سیکھا کہ مسلمان اُن کے سخت ترین دشمن ہیں۔ ان کے ذہنوں کی آنکھیں میں دین کا تصور ایک غیر سفید فام مسلم کے طور پر اکھرا۔ یورپی باشندوں نے امریکا ہی میں اپنے نئے دشمنوں کو یعنی مقامی باشندوں کو اسی تصور اور تاثر کے ساتھ دیکھا اور بردا۔ یورپی باشندوں نے مسلمانوں اور مقامی امریکیوں کو ایک تسلیل کے طور پر دیکھا۔ آج یہ سب کچھ محض خواب و خیال کا معاملہ لگتا ہے۔

یہ، بہت حد تک ہٹھلا کی ہوئی تاریخ کسی طور نظر انداز نہیں کی جاسکتی۔ اسلام خالف زاویہ نظر نے وہ سانچا تیار کیا، جس میں یورپی باشندوں نے امریکا کی مسلوں اور شانثوں کو سمجھا اور مغربی نصف گزرے میں آلات حرب کا تصور بھی انہی تصورات سے جوڑا ہوا ہے۔ اب شمالی و جنوبی امریکا کی تاریخ کا (اور اس سے بھی بڑھ کر) اُنہوں کے ساتھ، امریکا کے مقامی باشندوں کی تاریخ کا حقیقی قسم یقینی بنانے کے عمل میں مسلمانوں سے متعلق کلبس اور دیگر معتقد میں کی سوچ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

یورپی اور سفید فام امریکی باشندوں نے صلیبی جنگوں کا ساخنی رجحان امریکا کی مقامی آبادیوں کے حوالے سے بھی مقدم رکھا اور جنگ کے اس راستے میں اُن کے تصورات اور اصطلاحات بھی اپنائیں۔ یہی سبب ہے کہ امریکیوں نے افغانستان پر پاپی اور کاپیوں ہیلی کا پڑھ اڑائے، امریکی بھری نے شام میں اہداف پر ٹوہاں ایک میز اگل بر سارے اور پاکستان میں اسامہ بن لادن کو ہلاک کرنے کے لیے چیزوں کے خیہہ نام سے کی جانے والی چھاپ مار کارروائی میں نیوی سیلز کو لانے، لے جانے کے لیے بیک ہاک ہیلی کا پڑھ رونے کا رائے گئے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۱

کیا سعودی پیکنچ پاکستان کو امریکی کمپ میں لے جا رہا ہے؟

وکی بایا

تہذیل ہوئے تو اس کے پیچھے شاید یہ وجہ بھی رہی ہوگی۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ چینی سفیر نے سعودی سرمایہ کاری کو ویکھ کیا۔ سعودی وزیر خارجہ سے چینی وزیر خارجہ کی ملاقات ہوئی، ہی پیک اور بیلٹ رو منصوبے یعنی بی آر آئی کی تعریف کرتا ایک بیان گیا۔ اپنی سفیر ہمدرد دوست نے ہمیں اس سرمایہ کاری کو ویکھ کیا تھا۔

اپنی سفیر کا بیان اس لیے بھی اہم تھا کہ ایران سے چند کلو میٹر ڈوڑان کا رواجی حریف سعودی عرب اریوں ڈالر کی آنکل ریفارنسی لگانے جا رہا تھا۔ اتنے ابھی پہنچنے والیات کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ آنکل ریفارنسی اب تک میں کے قریب ہوتی۔ لیکن ہوا یہ کہ سعودیوں نے گوارد کے بجائے ریفارنسی کراچی میں لگانے کا اعلان کر دیا۔

اس سے ایک شرارت سامنے چکھنے کی خبر آئی تو ساتھ ہی کہ اپنی گوارد کے پاس جی آیاں نوں کہہ کر ویکھ کر رہے تھے اور سعودی یہ بات بھی گئے۔ چینیوں کو شاید بھی خدش تھا کہ اتنا آئنے سامنے بیٹھ کر پہنچا رہا تھا مجھت کے لیغیر کیسے رہیں گے؟ سعودی ریفارنسی کراچی شفت ہونے کی خبر آئی تو ساتھ ہی کراچی میں ساڑھے ۳۰ رابر ڈالر کے ساتھ ایک نئے سی پیک پا جیکٹ کا ایکم اوپوسائن ہونے کی خبر بھی آئی۔ اس خبر میں خدش بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ چین مکمل طور پر گوارد کے جلدی نکشش ہونے سے میاں ہوں گے کہ رکنیت ہے۔

اسد عمرنے اس حوالے سے ایسا نکتے ہی کو تباہ کیا کہ بات یہاں تک تو درست ہے کہ کراچی کی اہمیت زیاد ہے۔ سرمایہ کاروں والوں متوجہ ہو رہے ہیں لیکن یہ گوارد کی قیمت پر نہیں ہو رہا۔ گوارد میں ہم ترقیاتی کاموں کی رفتار ہر یہ تیز کر رہے ہیں۔ بندہ پوچھنے کہ اگر اتنی ہی تیز کر رہے ہیں تو لوگ والوں سے کراچی کیوں جا رہے ہے۔

سعودی عرب کے ساتھ ہمارے وزیر اعظم کا ایک کو جیٹ ساتھن چنانکھائی دے رہا ہے۔ والوں سے انہیں مدد بھی جاتی ہے اور واپس بھی مانگ لی جاتے ہے۔ جہاز ملتا ہے اس سے اتارے بھی جاتے ہیں۔ ہم سعودی سے بھی ڈال کر ملائیں، ترکی اور ایران کے ساتھ کھڑے بھی ہوتے ہیں اور لڑکھاتے ہوئے بھاگ بھی جاتے ہیں۔ کشمیر پر ہمیں کوئی لڑتی نہیں ملتی۔ اب پھر پیکنچ مل گیا ہے۔ ہم نے پھر چینیوں کو ایک اداگی کرنی ہے۔ وسری جانب آئی ایک ایف سے مذاکرات میں بریک تھرو نہیں ہوا۔

پاکستان کے اٹیٹ بینک میں پارک کیے جانے کے علاوہ

ایک ارب ۲۰ کروڑ ڈالر کے قتل کی سہولت بھی موخر اداگی پر حاصل ہو گئی۔ یہ سب بہت ہی مروقت تھا، اس خبر کے ساتھ ہی ڈالر کا رابر کم ہوا اور ہمارے روپے کو بھی سکھ کا ایک سانس آیا۔

یہاں یہ یاد کرنا ضروری ہے کہ سعودی پہلے بھی اسی حکومت کو ۳۰ رابر ڈالر اٹیٹ بینک میں پارکنگ کے لیے دے چکے ہیں۔ پھر انہوں نے ۲۰ رابر ڈالر واپس مانگ لیے تھے جو ہم نے چین سے لے کر دیے تھے۔ اس وقت بھی وہی صورت حال ہے چین کے سرمایہ کاروں اور پاور کمپنیوں کو پاکستان نے فوری طور پر ایک ارب ۴۰ کروڑ ڈالر ادا کرنے لیے۔ خیر ہم کہیں دوڑ جھوڑی جاتے ہیں، دے دیں گے پسیے۔ پہلے چین سے لے کر سعودیوں کو دیے تھے تو اب سعودیوں نے دیے ہیں تو چینیوں کا کوئی چارہ کر لیں گے۔

پاکستان ہاکی جب عروج پر تھی تب ہم ۵ فارورڈ کے ساتھ الینگ ہاکی کھیلا کرتے تھے۔ ایک وقت میں لیفت آؤٹ اور رائٹ آؤٹ سعیج اللہ اور کلیم اللہ دو اسٹار بھائی تھے۔ سینٹر فارورڈ زیادہ تر گول رائٹ سائینڈ سے پاس ملنے پر کیا کرتا تھا۔ اس وقت تھج لچپ اور کشمیری سرگرم ہو جاتی تھی جب کلیم اللہ سعیج اللہ آپس میں پاس دینا شروع کر دیتے تھے۔ کشمیر سعیج اللہ سے کلیم اللہ سے سعیج اللہ گانے لگ جاتا تھا۔ سینٹر فارورڈ گول کرنے سے رہ جاتا تھا۔

سعودی اور چینیوں یعنی اپنے دونوں برادر راست امریکی سرمایہ کاری اور ایک ارب ۰۰ کروڑ ڈالر کی چینی سرمایہ کاری کا ذکر بھی کرتی ہے۔

جب پیٹی آئی نئی نئی اقتدار میں آئی تھی تب وزیر اطلاعات نواد چودھری نے گوارد میں آنکل ریفارنسی کی خوش خبری ساٹی تھی۔ جس کے ساتھ سعودی عرب کو سی پیک کا تیرپاٹر نہ تباہی تھا۔ احسن اقبال نے اس بیان کے ساتھ ہی فوری ٹویٹ کی کیا چینیوں سے پوچھا ہے؟ ان کے ساتھ دو طرفہ معابدہ ہے اور اس میں تیرافری ان کی مرضی بغیر کیسے آئے گا۔ چینی سفیر نے بھی بتا دی اور بے چینی ظاہر کرتی ٹویٹ کر دی تھیں۔

نواد چودھری کچھ عرصہ بعد وزارت اطلاعات سے

پہنچی اور اسلام آباد کوپارے ۳۰ پاکستانی وزیر پہنچتے ایک مینٹ میں امریکا کے دورے کے پچھے ہیں۔ یہ ۳۰ وزیر شاہ محمود قریشی، شوکت ترین اور اسد عمر تھے۔ قریشی صاحب تو اقوام تحدہ کے اجلاس کے دوران اپنے امریکی ہم منصب سے سائنس لائیں ملاقات میں کامیاب رہے تا ہم شوکت ترین آئی ایم ایف کے کوئی بریک تھرو کی بغیر واپس ہو لیے۔

اسد عمر کی وزارت برائے منصوبہ بندی اور ترقی میں پیک کو بھی دیکھتی ہے۔ اسد عمر امریکا میں سی پیک کو مارکیٹ کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ۲۰۲۰ کروڑ ڈالر کے ساتھ پاکستان دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے۔ اپنے مغل وقوع کی وجہ سے یہ دنیا کا واحد ملک ہے جو آبادی کے حساب سے ہی دنیا کے دونوں بڑے ممالک یعنی بھارت اور چین کا محساہی ہے۔ اس موقع پر کوئی امریکی شرارت کرتا تو پاک بھارت پیار کی جانب اشارہ کر دیتا، خیر۔

اسد عمر کا کہنا تھا کہ یہ پاکستان کی اہمیت ہی ہے کہ کوک، پینپی، جیلٹ اور پر اکثر ایڈن گبل جیسی امریکی کمپنیاں پاکستانی مارکیٹ میں سرگرم ہیں۔ افغانستان کی وجہ سے پاک امریکا تعلقات پر سیکورٹی معاملات ہی چھا کے رہے ہیں اور اب وقت ہے کہ معاشری امکانات کی طرف بڑھا جائے۔

ایشیا نکتے کی روپورٹ یہ سب تھاتے ہوئے پہنچے سال پاکستان میں ہونے والی ۲۰ کروڑ ڈالر کی برآمد راست امریکی سرمایہ کاری اور ایک ارب ۰۰ کروڑ ڈالر کی چینی سرمایہ کاری کا ذکر بھی کرتی ہے۔

شوکت ترین امریکا سے سید ھے سعودی یہ پہنچ تو وہاں وزیر اعظم وفد کے ساتھ پاک بھارت تھج دیکھتے پائے گے۔ یہ دورہ سعودی ولی عہد کے میکن یعنی ملی ایسٹ گرین انی ٹینکر پروگرام سے متعلق کافرنس کے حوالے سے تھا۔ یہ شو جو کچھ بھی تھا سعودی مفادات کے حوالے سے تھا۔ پاکستانی وفد ایک کافرنس میں شرکت کے لیے گیا تھا اور کسی بریک تھرو کا ظاہر کوئی امکان موجود نہیں تھا۔

دورے کے اختتام کے ساتھ ہی ۳۰ رابر ۰۰ کروڑ ڈالر کا معاشری سپورٹ پیکنچ ملنے کی خبر آئی۔ ۳۰ رابر ڈالر

تجویز کیا جا رہا ہے۔ اس کو "Military Keynesianism" کہتے ہیں، یعنی ایک ایسی معاشی پالیسی جس کے تحت حکومت اپنی فوجی، عسکری اور اسلامی اخراجات کو بڑھاتی ہے جس کے نتیجے میں ملک میں معاشی ترقی آتی ہے۔ یہ دراصل قدیم معاشی ماؤں ہے جو کینز (Keynes) نے دیا تھا کہ "معنی ترقی کا ایک رس ٹکنے (Trickle Down)" والا اثر ہوتا ہے۔" یعنی جب سرمایہ دار کا پیالہ بھر جاتا ہے تو دولت اس کے کناروں سے چھلنے لگتی ہے اور یوں غریب آدمی بھی مستفید ہوتا ہے۔ امریکی اسلامی ساز کمپنیاں جنہوں نے افغانستان کی جنگ سے تقریباً ڈیڑھ ہزار اربار بڑا لکمایا ہے، وہاب اپنے پالتو سیاست دانوں اور زیر اہتمام تینکوں کے دریعے یہ تصور عام کر رہی ہیں، کہ اگر امریکا نے جنگ کرنے چھوڑ دیا تو امریکی معیشت بالکل بیٹھ جائے گی۔ اسلامی ساز فیکٹریاں دن رات پلتی ہیں تو کروڑوں لوگوں کو روزق فراہم کرتی ہیں اور امریکی حکومت کی جھوٹی ٹیکسٹوں سے بھر دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکا نے افغانستان سے مکنے سے کمی ماحصلے ہی اپنا اگلامیدان جنگ منتخب کر لیا تھا اور یہ خاگون کی نوبت میں آئے والی ااغڑ پیٹک حکمیت عملی میں بتا دیا گیا تھا کہ اگلامیدان جنگ، جنین کو اس کی حد میں رکھنے کے لیے منتخب ہوا ہے۔ لیکن آسٹریلیا کے ستر مچک پالیسی انسٹیوٹ (ASPI) نے جب چین بھارت میانچے پر اپنی قصیلی روپوں میں بتا کر بھارت پر کمک بھروسہ امریکا کے لیے، بہت بڑی خودکشی ہو گئی اور جنین امریکا سے خلطہ کی یہ جنگ ذمۃ قعے سے بھی کم وقت میں جیت جائے گا۔

ایسے میں اسلامی ساز فیکٹریوں کا پہیت بھرنے اور امریکی معیشت کا پہیہ چلانے کے لیے میانچہ میدان جنگ کا انتخاب ہو رہا ہے۔ بعض کے نزدیک انتخاب ہو چکا ہے اور وہ میدان جنگ پاکستان، افغانستان اور ایران تینوں ہیں۔ امریکی انتظامیہ کا اہم ترین شیر، سابق ڈائریکٹر سی آئی اے اور سابق وزیر دفاع یون پینٹا (Leon Panetta) امریکا کو متوقوں سے اس بات کا قائل کر رہا تھا کہ امریکا کو دنیا بھر کے سمندروں پر کمک اقتدار حاصل کرنا چاہیے۔ یہ شخص اسماہ بن لاڈن آپریشن کا اچارخ تھا۔ اس شخص نے گذشتہ دنوں واں آف امریکا کو اسٹریوودیتے ہوئے کہا ہے کہ افغانستان میں القاعدہ دوبارہ منظم ہونے والی ہے۔ یون پینٹا نے کہا ہے کہ اگر افغانستان میں القاعدہ دوبارہ منظم ہوئی، جس کے امکانات بہت بیش تو ہمارے پاس اسے روکنے کے لیے کوئی پڑوںی ملک باقی صفحہ نمبر ۶

ایک اور "نائن الیون" کا خواب

اور یا مقبول جان

اور القاعدہ کی کمر توڑنے کے باوجود افغانستان میں سرمایہ برداشت کی مظہری دیتی رہی۔ اس جنگ کی ایک خوفناک

حقیقت اسی ہے جو امریکی اور عالمی عسکری اتحاد کے مشہور صد پول تک کا لک کی طرح چھپا رہے ہی، اور وہ یہ کہ جس افغانستان میں اکتوبر ۲۰۰۱ء کو امریکا اور نیو اس لیے داخل ہوئے تھے کہ اس سر زمین کو القاعدہ سے پاک کریں گے تاکہ وہ اسے امریکا کے خلاف استعمال نہ کر سکے، وہ امریکی جاتے ہوئے ایسا کچھ نہ کر سکے اور انہوں نے اسکی خانست طالبان سے لی کر دا پنی سر زمین کو امریکا کے خلاف استعمال نہیں ہونے دیں گے۔

یہ "عالی دماغ" امریکا پرست و انشور ایک اور منظم بھی جہاڑتے ہیں کہ دیکھو اس جنگ میں امریکا کیا بگرا، لیکن افغانوں نے امریکا سے لا کر اپنا ملک تباہ کر والی۔ یہ امریکا پرستی کی انتہا ہے۔ امریکی نہ کو پرستش کی لگا ہوں سے دیکھنے والوں کو اندازہ نہیں ہوتا کہ یہ نہ بالکل کھوکھا ہو چکا ہے اور ایک دن اپنے قدموں میں دیسے ہی اگر جائے گا جیسے اسے "شہید" کر دیا گیا، اور ساتھ ہی وہ القاعدہ کے خاتمے کے لیے آیا تھا، اور اس نے القاعدہ کی کمر توڑ کر کر دی ہے۔ اب تو اس نے جانا ہی تھا۔ چلا گیا۔ پاکستان میں اس طرح بے پر کی اڑائے اور حلقے سے ماوراء الگنگو کرنے والے پونشوڑیوں، این جی اور رسول سوسائٹی کے چھمٹوں میں آپ کو بے شمار میں گئے۔ ان میں سے چند ایک پاکستان کے نبی وی چینیوں پر اسکر بسکر بھی کھلیتے اکھلیتے ہیں۔ کوئی ان "عقلمندوں" سے پوچھنے کا اسماہ بن لاڈن کو تو ۲۰۱۱ء کو ایک آباد میں شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد امریکا تقریباً دس سال تین ماہ دہاں رہا۔ یہ تقریباً ۲۷۳ دن بنتے ہیں۔ امریکا نے اس میں سالہ جنگ میں روزانہ اوسطاً ۴۲ نوچی روزانہ خودکشی کرتے ہوں جو افغانستان اور عراق کی جنگوں سے واپس لوٹے تھے اور جس ملک کے فوجیوں میں جنگ کی دہشت سے بیدا ہونے والے پاگل پن جسے کہتے ہیں کاشکار پاچ لائکھ سے زیادہ ہو چکے ہوں اور ان پاچ لائکھ پاگلوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری اب امریکی نظام صحت پر آن پڑی ہو کیونکہ امریکی معاشرہ اپنے پاگلوں کو گرفتوں میں نہیں رکھتا۔ محبت سے سرشار گل فریڈ بھی ڈبہ بائی آنکھوں سے اپنے محبوب کو نقیاتی وارڈ میں چھوڑ جاتی ہے۔ جنگ کی یہ قیمت صرف انسانی الیے کی حد تک ہے، جبکہ معیشت دن جس تباہی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں وہ اس قدر خوفناک ہے کہ ان کے مطابق امریکا پر ایسا وقت جلد آئے گا کہ صرف پیسے کی ہوں میں ذوبی ہوئی اسلامی سازی فیکٹریاں ہی خوشحال رہ جائیں، باقی امریکی عوام بدترین افلاس کا شکار ہو جائیں افغانستان میں رہا، اتنی خلیر قم جنگ میں جھوٹکتا رہا۔ امریکی پینٹا گوں، سی آئی اے اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے بعد جس معماں زوال کا امریکا کو سامنا ہے اس کا حل بہت خوفناک اور ظالمانہ

اور القاعدہ کی کمر توڑنے کے باوجود افغانستان میں سرمایہ برداشت کی مظہری دیتی رہی۔ اس جنگ کی ایک خوفناک حقیقت اسی ہے جو امریکی نہ کمک خوار یا میکنا لو جی پرست "مشرکین" اپنے خواب و خیال کی دنیا میں امریکا کو فاتح قرار دیے بیٹھے ہیں۔ جن لوگوں نے "پری سکول" کے زمانے سے امریکی اور یورپی تہذیب و ثقافت کو اوڑھنا شروع کیا تھا اور عمر کے ساتھ ساتھ مغربی طرز زندگی کے ہر بہت کو تقریباً لگا ہوں سے دیکھا تھا، ایسے لوگوں کے سامنے امریکا اور اس کی میکنا لو جی کا "بہت" دھڑام سے گر کر کرچی کریجی بھی کیوں نہ ہو جائے وہ اس میں اس کی کوئی نہ کوئی توجیہ بھرداری لیتے ہیں۔ کامل میں طالبان کے فاتحانہ داخلے کے دن، میرے ملک کا یہ نہ کھار امریکی نواز طبقہ یہ راگ الاب رہا تھا کہ امریکا نے تو افغانستان میں اپنے مقاصد حاصل کر لیے تھے، وہ اسماہ بن لاڈن کے پیچھے آیا تھا اور ایک دن اپنے قدموں میں دیسے ہی اگر جائے گا جیسے اسے "شہید" کر دیا گیا، اور ساتھ ہی وہ القاعدہ کے خاتمے کے لیے آیا تھا، اور اس نے القاعدہ کی کمر توڑ کر کر دی ہے۔ اب تو اس نے جانا ہی تھا۔ چلا گیا۔ پاکستان میں اس طرح بے پر کی اڑائے اور حلقے سے ماوراء الگنگو کرنے والے پونشوڑیوں، این جی اور رسول سوسائٹی کے چھمٹوں میں آپ کو بے شمار میں گئے۔ ان میں سے چند ایک پاکستان کے نبی وی چینیوں پر اسکر بسکر بھی کھلیتے اکھلیتے ہیں۔ کوئی ان "عقلمندوں" سے پوچھنے کا اسماہ بن لاڈن کو تو ۲۰۱۱ء کو ایک آباد میں شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد امریکا تقریباً دس سال تین ماہ دہاں رہا۔ یہ تقریباً ۲۷۳ دن بنتے ہیں۔ امریکا نے اس میں سالہ جنگ میں روزانہ اوسطاً ۴۲ نوچی کرڑا ڈال "بے مقدار" خرچ کیے ہیں۔ اس حساب سے اس "عقلمند" ملک امریکا نے اسماہ بن لاڈن کو مارنے کا بدف پورا ہونے کے بعد بھی ایک لاکھ ۱۴۰ ہزار دو سو کروڑ ڈال خرچ کیے ہیں۔ شاید اسے ہمیں کیچھ بھی یا چھپا یا گلوں کی آٹش پاڑی سے لطف انزوں ہو رہا تھا کہ وہ اتنے دن افغانستان میں رہا، اتنی خلیر قم جنگ میں جھوٹکتا رہا۔ امریکی پینٹا گوں، سی آئی اے اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے بعد جس معماں زوال کا امریکا کو سامنا ہے اس کا حل بہت خوفناک اور ظالمانہ

اور القاعدہ کی کمر توڑنے کے باوجود افغانستان میں سرمایہ برداشت کے باوجود افغانستان میں سرمایہ برداشت کی مظہری دیتی رہی۔ اس جنگ کی ایک خوفناک حقیقت اسی ہے جو امریکی نہ کمک خوار یا میکنا لو جی پرست "مشرکین" اپنے خواب و خیال کی دنیا میں امریکا کو فاتح قرار دیے بیٹھے ہیں۔ جن لوگوں نے "پری سکول" کے زمانے سے امریکی اور یورپی تہذیب و ثقافت کو اوڑھنا شروع کیا تھا اور عمر کے ساتھ ساتھ مغربی طرز زندگی کے ہر بہت کو تقریباً لگا ہوں سے دیکھا تھا، ایسے لوگوں کے سامنے امریکا اور اس کی میکنا لو جی کا "بہت" دھڑام سے گر کر کرچی کریجی بھی کیوں نہ ہو جائے وہ اس میں اس کی کوئی نہ کوئی توجیہ بھرداری لیتے ہیں۔ کامل میں طالبان کے فاتحانہ داخلے کے دن، میرے ملک کا یہ نہ کھار امریکی نواز طبقہ یہ راگ الاب رہا تھا کہ امریکا نے تو افغانستان میں اپنے مقاصد حاصل کر لیے تھے، وہ اسماہ بن لاڈن کے پیچھے آیا تھا اور ایک دن اپنے قدموں میں دیسے ہی اگر جائے گا جیسے اسے "شہید" کر دیا گیا، اور ساتھ ہی وہ القاعدہ کے خاتمے کے لیے آیا تھا، اور اس نے القاعدہ کی کمر توڑ کر کر دی ہے۔ اب تو اس نے جانا ہی تھا۔ چلا گیا۔ پاکستان میں اس طرح بے پر کی اڑائے اور حلقے سے ماوراء الگنگو کرنے والے پونشوڑیوں، این جی اور رسول سوسائٹی کے چھمٹوں میں آپ کو بے شمار میں گئے۔ ان میں سے چند ایک پاکستان کے نبی وی چینیوں پر اسکر بسکر بھی کھلیتے اکھلیتے ہیں۔ کوئی ان "عقلمندوں" سے پوچھنے کا اسماہ بن لاڈن کو تو ۲۰۱۱ء کو ایک آباد میں شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد امریکا تقریباً دس سال تین ماہ دہاں رہا۔ یہ تقریباً ۲۷۳ دن بنتے ہیں۔ امریکا نے اس میں سالہ جنگ میں روزانہ اوسطاً ۴۲ نوچی کرڑا ڈال "بے مقدار" خرچ کیے ہیں۔ اس حساب سے اس "عقلمند" ملک امریکا نے اسماہ بن لاڈن کو مارنے کا بدف پورا ہونے کے بعد بھی ایک لاکھ ۱۴۰ ہزار دو سو کروڑ ڈال خرچ کیے ہیں۔ شاید اسے ہمیں کیچھ بھی یا چھپا یا گلوں کی آٹش پاڑی سے لطف انزوں ہو رہا تھا کہ وہ اتنے دن افغانستان میں رہا، اتنی خلیر قم جنگ میں جھوٹکتا رہا۔ امریکی پینٹا گوں، سی آئی اے اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے بعد جس معماں زوال کا امریکا کو سامنا ہے اس کا حل بہت خوفناک اور ظالمانہ

سماجی رابطہ/سوشل میڈیا: دردسر بنتا ہوا چین

کرنے پر مامور ہے۔

انٹرنیٹ آئر نیٹ آئر ویٹری نے ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ عالمی سطح پر غلط بیانی کی تہم چلانے کے معاملے میں جنین اب تک خاصاً غیر موثر ثابت ہوا ہے۔ اس معاملے میں روس کی کارکردگی اُس سے کہیں بہتر رہی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق سوشن میڈیا استعمال کرنے والے بہت سے صارفین کو چین کی طرف سے موافق تبرے لکھنے کے لیے اداگی کی جاتی ہے۔ یتھرے بسا اوقات اتحاد پانی جیسے اور سطحی ہوتے ہیں اور کوئی بھی تھوڑی سی توجہ دینے پر اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ سب کچھ کسی معاوضے کی بنیاد پر کھا گیا ہے۔ اب ایسا لگتا ہے کہ جنین نے روس کی پلے بک سے کچھ سیکھا ہے۔

جنین نے اب سوشن میڈیا پلیٹ فارمز سے موضوعات کا تنویر بھی بیدا کیا ہے اور مواد معیاری بنا نے پر بھی خاصی توجہ دیتا شروع کی ہے۔ میں قصہ سے زائد سوشن میڈیا پلیٹ فارمز پر اب جنین کی حمایت میں کھا جانے والا مواد ملتا ہے۔ روس کے علاوہ ارجنٹائن اور دوسروے دور افادہ ہم الک کے سوشن میڈیا پلیٹ فارمز پر بھی اب جنین کی حمایت میں لکھا جانے والا مواد بڑھ رہا ہے۔ ان ویب سائٹ پر روی، ہسپانوی، جرمن، کورین اور جاپانی زبانوں میں بھی اچھا خاص جنین نواز مواد موجود ہے۔ ہاں، ان زبانوں میں پیش کیے جانے والے مواد میں تو اعداء کی نظریات پاپی جاتی ہیں جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہیں کہ یہ مواد ان لوگوں نے لکھا ہے جن کی مادری زبانی نہیں۔

ایک بڑی تعدادی یہ رونما ہوئی ہے کہ جنین صرف اس بات پر توجہ نہیں دے رہا کہ سوشن میڈیا پوٹنٹر اُس کے حق میں مواد اور تجزیے پانے جائیں بلکہ وہ دنیا بھر میں لوگوں کو اپنی مرضی کے معاملات پر احتیاج کی تحریک دینے کی بھی بھر پور کوشش کر رہا ہے۔ میں نہیں کی رپورٹ کے مطابق جاپانی، کورین اور انگریزی سیست متعدد زبانوں میں ہزاروں پوشن کے ذریعے ایشیائی امریکیوں کو اس بات پر اکسالیا گیا کہ وہ ڈاکٹری میکن یا ان اور گوینڈوئی اور اسٹیوڈنٹ کے ذریعے پھیلائی جانے والی اس افواہ کے توڑے کے لیے ۲۲۰۰ اپریل کو نیو یارک میں بھر پور احتیاج کریں کہ کورونا وائرس دراصل جنین نے تیار کر کے دنیا بھر میں پھیلایا ہے۔ بعض پوشن میں تو لوگوں کو گوینڈوئی کا بتا بھی دیا گیا۔

جنین کا یہ تجزیہ ناکام رہا۔ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ روپیوں نے ۲۰۲۰ء میں امریکا کی صدارتی تہم کے دوران جو

تمی کو سوشن میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز پر موجود اکاؤنٹس سے مختلف زبانوں میں جنین کے حق میں تہم چلانی جائے اور

دوسری یہ تھی کہ ہاگ کا نگ کے مسئلے سے کورونا وائرس کی وبا تک بہت سے معاملات سے متعلق نظریہ ہائے سازش کی بنیاد پر احتیاج اور مظاہروں کا بندوبست کیا جائے۔ علاوہ ازیں میں نہیں بنت رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ جس منظم اندازے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے اُس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ معاملہ اعلیٰ ترین سطح کا ہے۔ رپورٹ میں یہ تو نہیں کہا گیا کہ یہ سب کچھ جنین کی ریاست کی مکمل رضا مندی اور حمایت کے ساتھ ہے تاہم یہ اندازہ ضرور لگایا جا سکتا ہے کہ آئر نیٹ آئر نیٹ انسٹی ٹیوٹ اور پاروڑ کینیڈی اسکول جیسے اور لوں کی نظریہ میں، یہ کہ جنین نے اپنا راستہ بدلتا ہے۔ وہ سوشن میڈیا کے ذریعے غلط بیان کی سر پرستی اور مدد کے بغیر ہوتی ہے۔

تمبر کے اوائل میں میں نہیں بنت تھریہ اتیلی ختنے میں کچھ مدت پہلے تک اندر وطنی معاملات پر زیادہ توجہ تھی۔ بیجنگ کو اندازہ تھا کہ انٹرنیٹ کی آزاد و بے لام دنیا میں جنین کے پروپیگنڈا اپریشن خاصے و سچے رہے ہیں، تاہم

اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی کی شائع کردہ دنی کتاب

50 فیصد رعایت پر حاصل کریں

را اور بنگل ادیش

بیجنگ میں بھارتی نیشنل ایوارنے رائے کے کردار پر جائزی ہائی

قیمت: 1000/-



محمد زین العابدین
اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی

قیمت: 700/-

اکیڈمی بک سٹریٹر ڈی. ۳۵۴، بیاک ۵، بیڈنگلی بیکری، کراچی
تون: 0332 2490114 | 021 36809201 | irak.pk@gmail.com

درستہ ایکٹھوں سے بھی مارکیٹیں میں میں کی جا سکتی ہیں:

کراچی: فلیٹ نمبر: ۱۰۷، بلاک اے، ۱۲۹۹، ۳۲۲۱، ۳۲۲۱۳۷۶۸ || دارالشاست، بیڈنگلی، ۳۲۲۱۳۷۶۸ || ۳۵۲۵۲۵۰۱-۲، اورڈر میلٹری اسٹریٹ، ایچ روڈ، ۳۷۵۵۳۹۹۹ || اسلامک ریسرچ اکیڈمی، بیڈنگلی، ۱-۸، ایچ روڈ، ۰۳۲۱-۵۷۷۷۹۳۱

لکھوڑہ: اسلامک ریسرچ اکیڈمی، بیڈنگلی، ۱-۸، ایچ روڈ، ۰۳۲۱-۵۷۷۷۹۳۱ || جملہ بک کارڈ، بک اسٹریٹ، فون: 051-2254111

ایران آذربایجان کشیدگی

ایرانی خبر ساز اینجمنی "تینیم" نے اطلاع دی ہے کہ آذربایجان نے ایران کے پریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای سے شکل ایک مسجد اور ملک میں ان کے نمائندے کا فائز بند کر دیا ہے۔ آذربایجانی حکام نے حکومت کے کافی پر مسجد اور فائز کو سلیں کیا ہے۔

این ایف پی کے مطابق، سید علی اکبر اونچا جادا کا فائز مسجد کے اندر واقع ہے۔ ۰۵ ستمبر ۱۹۹۶ء سے خامنہ ای کے نمائندے کے عہدے پر فائز ہیں۔

سرکاری حکام نے اس اقدام کی وضاحت دیتے ہوئے کہا ہے کہ اکو میں کو روانا کے واقعات میں اضافے کی وجہ سے کئی مساجد اور فواتر کو عارضی طور پر بند کیا گیا ہے۔

تاہم یہ بندش با کو اور تہران کے درمیان گزشتہ ماہ سے جاری کشیدگی کے بعد سامنے آئی ہے۔ یہ کشیدگی اس وقت شروع ہوئی جب پاکستان، ترکی اور آذربایجان کے درمیان ایرانی سرحد سے ۵۰۰ کلومیٹر کے علاقے میں جنگی مشقیں کی گئیں۔ پھر آذربایجان کے حکام نے ایرانی ڈرک پکڑنا شروع کر دیے، جن میں ان کے دشمن آرمینیا کے لیے سامان لے جایا جا رہا تھا۔ اس کے بعد ایران نے بھی اعلان کیا کہ وہ آذربایجانی سرحد کے قریب شمال مغربی علاقے میں جنگی مشقیں منعقد کرے گا۔

گزشتہ دنوں آذربایجان کے صدر نے ادا دلو شوز اینجمنی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ "ہر ملک کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے ملک کی حدود میں کہیں بھی اور کہی بھی جنگی مشقیں کر سکتا ہے، تاہم یہاں یہ بات اہم ہے کہ یہ مشقیں اس وقت اور ہماری سرحد کے پاس ہی کیوں کی جا رہی ہیں؟"

ایرانی وزارت خارجہ کے ترجمان سید خطیب زادہ نے کہا کہ "آذربایجان تیرسے فریق کو اپنی سر زمین استعمال کرنے سے روکے، یہ دراصل آذربایجان کا اسرائیل کے ساتھ تزویراتی معاهدے کی طرف اشارہ تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایران اپنی سرحد کے پاس اسرائیلی فوج کی موجودگی کی صورت برداشت نہیں کرے گا۔"

(ترجمہ: حافظ محمد نویرون)

"Azerbaijan shuts mosque and office of

Khamenei's representative"

("middleeastmonitor.com". October 6, 2021)

کچھ کیا تھا، چینیوں نے اس کی نقل کی ہے۔ مولر پورٹ میں بتایا گیا ہے کہ کس طور پر ایک انتزیٹیوٹ ریسرچ اینجمنی کے اینجنس نے امریکا میں سیاسی جلوسوں کا اہتمام کیا۔

چین نے سو شیل میڈیا پلیٹ فارم پر پیش کیے جانے والے مواد کے حوالے سے بھی تبدیلی کا پیاویا ہے۔ چین کی طرف سے اب تک پیش کیا جانے والا مواد جموقومی طور پر حب الوطنی اور ایسے ہی دیگر موضوعات کے گرد گھوستار ہاے مگر اس طبقہ کے محتوى کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔

ایئورڈ سنوڈن نے ۲۰۱۳ء میں جو اکشافات کی تھے، ان کے بعد اس کا ہدانا تھا کہ چین کا لوگی کے استعمال اور عوام پر نظر رکھنے کے پیشے ہوئے روحانی پر بات کی جانی چاہیے۔ یہ معاملہ زیر بحث آیا اور بہت سے ممالک نے بہت تیری سے سیکھ لیا کہ رائے عوام پر اثر انداز ہونے اور عوام کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے حوالے سے کیا کیا ہوا ہے۔ ۲۰۱۲ء میں روس نے امریکا کے حوالے سے غلط بیانی کی مہم شروع کی، اُس نے دنیا کو بتایا کہ ریاستی اور غیر ریاستی عناصر کے لیے مختلف ہتھکنڈے اختیار کرنا کس قدر آسان ہے۔ ہاں، ان ہتھکنڈوں کے مطلوبہ معیار تک موثر ہونے کا معاملہ اب بھی غور طلب ہے۔

جنیواری میں مظاہروں کا اہتمام کرنے کے حوالے سے چین کی کوششوں پر ایک بات پورے لیعنی سے کہی جا سکتی ہے کہ اس کے حوالے سے دنیا بھر میں لوگوں کو گراہ کرنے کے اثرات کے بارے میں بھی بہت زیادہ فرمادنیں ہوتا چاہیے کیونکہ اسی کسی بھی مہم کے اثرات ایک خاص حد تک ہی ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ سماجی معاملات کو چیخیدہ تر کرنے اور ریاستی عملداری کے بارے میں بدگمانی اور بے اعتباری پھیلانے کی نیت سے کیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں روس غیر معمولی مہارت کا حامل ہے۔ سرد جنگ کے زمانے میں اپنائے جانے والے طریقوں کی بنیاد پر روس آج بھی پوچنڈا کے محاوہ پر بہت حد تک کامیاب ہے۔ چین میں اب بھی اس حوالے سے اچھا خاص انتہا پایا جاتا ہے۔

روس، چین اور ایران اس وقت پوچنڈا کے محاوہ پر خاصے تحریک ہیں۔ امریکا اور پورپ میں بہت سے لوگ بھی ان کے ایجادے پر ہیں۔ یہ عمل چند برس کے دوران اور بالخصوص ۲۰۱۲ء کے بعد سے بہت تیز ہوا ہے۔ فیں بک کے مالک مارک زرک برگ نے تب اپنے سو شیل میڈیا پلیٹ فارم کے غیر اخلاقی یا ناجائز استعمال کا امکان مسترد کر دیا تھا۔ وہ

باقیہ: کریسلوف کو لمبیس کا خوف اسلام

ان ناموں اور ان جنگلوں میں ایک تاریخ چینی اور بھی ہوئی ہے، جو کو لمبیس تک جاتی ہے۔ ظاہر الگ تحمل پڑی ہوئی ان شاقنلوں کی تاریخ کا فہم، پاس کی تشقیق اور فنی بیکھنی، اجتماعی فکر و عمل کی بنیاد اسے کے حوالے سے کلیدی کروارہ کرتا ہے۔

ایلن میخائل پیل یونیورسٹی میں شعبیہ تلویع کے سربراہ اور "گاؤڈز شیلڈو: سلطان سلیم، اس کی سلطنت، عثمانیہ اور عہد جدید کی تشكیل" کے مصنف ہیں۔ (ترجمہ: محمد احمد خان)

"Columbus' fear of Islam, rooted in Europe's Crusades, shaped his view of Native Americans". ("Los Angeles Times". Oct. 11, 2021)

اٹلیا کی اشتبہاری گھم میں جو الفاظ استعمال کیے گئے وہ اردو اور ہندی کا مشترکہ درشت ہیں۔ ہاں، انتبا پسند ہندوؤں کے اعتراض میں چھپا ہوا پیغام واضح ہے: یہ کہ اردو مسلم ہے لہذا گندرا شور مچاو۔

بھارت میں خانیوں سے اٹے ہوئے نظام انصاف اور اس کی بھرپور معاونت کرنے والے فرقت انگلیزیٰ وی چینیوں نے متعدد مواقع پر غیر مسلموں کو بھی نشانہ بنا لیا ہے۔ ۲۰۲۰ء میں اداکارہ ریا پچوری نے محض اس اسلام کی خیار کم و بیش ایک ماہ جیل میں گزارا کہ اس نے اپنے دوست اداکار ششانت سنگھ راجہپوت کی موت کے حالات پیدا کیے۔ میڈیا والوں سے ملاقات کے لیے سخت کنفروں والے ماحول میں ملتا شروع کیا۔ شاہ رخ خان کا تعلق متوسط طبقے سے ہے۔ انہوں نے ایک ہندو (گوری) سے شادی کی ہے، شفاقتی نوع کو قبول کیا ہے، حراج کو حراج ہی نہیں بلکہ زندگی کا حصہ بنایا ہے۔ ان تمام حقائق نے انہیں بھارت سے جڑے ہوئے تمام ثابت معاملات اور سب کو قبول کر کے چلے کی روایت کے تنازع میں نمیاں علامت کا درجہ دیا۔ اب وہ انتہائی المناک اور دل توڑ دینے والی تبدیلی کے نتیجے میں ایک اداکار، معدترست خواہ اور خاموش پلک فگر میں تبدیل ہو چکے ہیں، تو آج کے بھارت میں واقع ہونے والی شدید شفاقتی گروٹ اور اخلاقی تنزل کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

جب کسی مسلمان کا معاملہ ہو تو ہجوم کا درجہ یا در عمل بہت مختلف ہوتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان نا انصافی کے خلاف آواز اٹھاتے ہوئے قانونی کارروائی اور انصاف کی فرمائی کے عمل پر کوئی سوال کرے تو اس کی حب الوطنی جاپنی جانے لگتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ جس کروز شپ سے آریان کو گرفتار کیا گیا تھا، اس پر چھپا پارنے کے حوالے سے بعض امور پر اختلافات کے باوجود شاہ رخ خان خاموش ہیں۔ لی جے پی کا ایک کارکن اور ایک پر ایجوبہ میٹ جاؤں (جو میکا اسٹار کے بیٹے کے ساتھ سیلفیاں لیتا ہوا کپڑے جانے کے بعد فرار ہوا) اس پورے معاملے کا حصہ تھا اور درجہ یوں اسے آریان کو چھپا پار کارروائی کے بعد تحویل میں لیے جانے تک گام گام دیکھا جا سکتا ہے۔ آریان پر نمیات خیریدنے یا اپنے پاس رکھنے کا کوئی الزام نہیں۔ اس کے وکیل نے تو نمیات استعمال کیے جانے کی بھی تردید کی ہے۔ وکالے استھانہ البتہ یہ کہتے ہیں کہ اس نے نمیات استعمال کی تھی اور واٹ ایپ پر کی جانے والی چیز کو وہ ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

اس بات سے کوئی بھی اختلاف نہیں کرہا کہ اگر آریان خان نے قانون بُنگی کی ہے تو اسے قانون کے مطابق سزا دی جانی پا ہے۔ اور میرے لیے یہ کہتے ہیں ناقابل قبول ہے کہ وہ مسلم ہونے کی وجہ سے کپڑا گیا ہے۔ ایک ایسے نظام انصاف میں کہ جس میں نمائت اتنا نہیں بلکہ عمومی جلن ہونا چاہیے، عدالت کے روئیں کا غیر مناسب ہونا اور زبردیے ہجوم کو چک دک کے ساتھ پیش کرنا بہت کچھ بیان کرتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۶

بھارت: امید کی علامت شاہ رخ خان کی "خاموشی"

قدراحتمنہ بات ہے۔ اس پر انہیں شدید تقدیر اور تشرک سامنا کرنا پڑا۔ اور تو اور، ان کی قوم پر تسلی پر بھی سوال برثانی لگا۔ شاہ رخ خان سے کہا گیا کہ وہ پاکستان چلے جائیں۔

اس کے بعد سے شاہ رخ خان نے، جنہوں نے کہا تھا کہ مذہبی عدم رواداری بھارت کو تاریک زمانوں میں لے جائے گی، خود کو ایک طرح کے خول میں بند کر لیا۔ پھر انہوں نے میڈیا والوں سے ملاقات کے لیے سخت کنفروں والے ماحول میں ملتا شروع کیا۔ شاہ رخ خان کا تعلق متوسط طبقے سے ہے۔ انہوں نے ایک ہندو (گوری) سے شادی کی ہے، شفاقتی نوع کو قبول کیا ہے، حراج کو حراج ہی نہیں بلکہ زندگی کا حصہ بنایا ہے۔ ان تمام حقائق نے انہیں بھارت سے جڑے ہوئے تمام ثابت معاملات اور سب کو قبول کر کے چلے کی روایت کے تنازع میں نمیاں علامت کا درجہ دیا۔ اب وہ انتہائی المناک اور دل توڑ دینے والی تبدیلی کے نتیجے میں ایک اداکار، معدترست خواہ اور خاموش پلک فگر میں تبدیل ہو چکے ہیں، تو آج کے بھارت میں واقع ہونے والی شدید شفاقتی گروٹ اور اخلاقی تنزل کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

ہجوم کے ہاحوں کی پر تند کرنے والوں کے آگے جدہ گزار ہونے کی حمایت یاد کر کے شاہ رخ خان آج، ایک مشتعل باپ کی حیثیت سے، ملوک ضرور ہوں گے جب ان کا اپنا ۲۳ سالہ بیٹا آریان نمیات استعمال کرنے کے الزام میں جیل میں دلن گزار رہا ہے۔ آریان کی حمایت کی درخواست اپیشل نارکٹس کرام کورٹ نے متزدکی تو شاہ رخ خان نے ممکنی کی اعلیٰ عذر لی کا دروازہ مکھٹھا لیا ہے۔

انتبا پسند ٹولے نے اسلاموفویا کے حوالے سے اپنی طاقت کا پھر مظاہرہ کیا ہے۔ اس بار ملک کے ایک بڑے فیشن برائٹ "تیب اٹلیا" کی باری ہے۔ دیوالی کے موقع پر پیش کیے جانے والے اپنے نئے ملبوسات کے لیے "تیب اٹلیا" نے "بیشن رواج" کے الفاظ استعمال کی۔ حکمراں بھارتیہ جنپا پارٹی سے تعلق رکھنے والے پاریہمان کے ایک ہائی پروفائل رکن بھی ان لوگوں میں شامل تھے، جنہوں نے اردو کے الفاظ کے استعمال کو ہندو مختلف ہی نہیں بلکہ ملک کی اسلام امائز بیشن کی سازش قرار دیا! حقیقت یہ ہے کہ اردو ایک ایسی زبان ہے جو بھارت کی سر زمین ہی پر پیدا ہوئی۔ فیض

Barkha Dutt

برکھا دت بھارت کی سینٹر صحفی اور تجزیہ کار ہیں۔ انہوں نے متعدد موقع پر انتہائی درجی حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہی کچھ لکھا اور کہا ہے، جو ضمیر کی آواز کے مطابق تھا۔ بھارت میں مسلمانوں سے رواز کھیے جانے والے امتیازی سلوک اور انتہائی پسند ہندوؤں کی طرف سے انہیں بلا جواز نہمانہ بنائے جانے کے حوالے سے بھی برکھا دت نے کئی بار حق پیشی اور حق نویسی کا مظاہرہ کیا ہے۔ زیر نظر مضمون میں برکھا دت نے بھارت میں مسلمانوں سے رواز کھیے جانے امتیازی سلوک کو خاصہ بلیغ انداز سے بیان کیا ہے۔ برکھا دت کے مطابق یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ شاہ رخ خان کے بیشے آریان کا منشیات استعمال کرنے کے لئے کیس میں بھر کر رواز کیا جانا، حالات کی اصلاحیت سے عوام کی توجہ ہٹانے کے عمل کا بڑا حصہ ہے۔

بھارت کے سب سے بڑے قلبی ہیر و شاہ رخ خان کو ایک طویل مدت تک امید کی علامت کا درجہ حاصل رہا ہے۔ اب جو کچھ اُن کے بیٹے کے ساتھ ہوا ہے اُس سے یہ اندازہ لگانے میں بہت آسانی ہوئی ہے کہ بھارت میں بہت کچھ ختم ہو چکا ہے۔ شاہ رخ خان آخری بار کسی عوامی مسئلے پر اس وقت سامنے آئے تھے جب وہ پچاس برس کے ہوئے تھے۔ یہ نو ہجری ۱۵۰۲ء کی بات ہے اور اس سے صرف ایک ماہ قبل محمد اخلاقی کو اپنے رفریگریٹر میں گائے کا گوشت رکھنے کے الزام میں ہجوم نے تشدید کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ والد کی جان بچانے کی کوشش کرنے پر محمد اخلاقی کے بیٹے کو بھی نہیں بخشا گیا تھا اور تشدید سے اس کی کھوپڑی چل گئی تھی۔

اس مسئلے پر شاہ رخ نے اپنے ائزو یو میں دو ٹوک موقف اختیار کیا تھا۔ مجھ سے گلٹگو میں بھی انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے ندھب (اسلام) کو گوشت کھانے کی عادت کے ذریعے بیان کیا جا سکتا ہے نہ اسلام ہی دیا جا سکتا ہے، یہ کس

بنگلادیش فسادات: حقیقت کیا ہے؟

اسد حسزا

قدیم افغانیوں کی خاتمہ کا پانگانے والی ٹیم نے بھی کی

بھارت کے ہم سایہ ملک بنگلادیش میں ۱۳ اکتوبر سے
رسالت اور تین قرآن کے نام پر اکسلیا جاتا رہا اور دیکھتے
ہیں دیکھتے یہ آگ بنگلادیش کے صوبوں میں بھی پچھلے
چھوٹے شہروں میں جہاں ہندوؤں کی تعداد کم ہوتی ہے، وہاں
پر دگا پوچا کے تمام انتظامات مقامی مسلمانوں کی شرکت کے
ساتھ مکمل ہو پاتے ہیں جو کہ بنگلادیش میں ہندو اور مسلمانوں
کے درمیان مذہبی رواداری اور آئندی بھائی چارے کو اجاگر کرتا
ہے اور اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ تر اس طریقے کے
واقعات شرپندوں کی جانب سے بد انسانی پھیلانے کے لیے
اور حکومت کو بدنام کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ اس درمیان کسی نے پولیس کو اطلاع
دے دی اور پولیس نے موقع واردات پر پہنچ کر قرآن مجید کو ہٹانے
سے پہلے ایک مقامی باشندے کو موشی میڈیا پر اتنا یہ جانے کے
اجازت دے دی، جس نے حالات پر کھنکھی اور تصریے کے
ساتھ جذبات بھڑکانے کی پوری کوشش کی۔ اور اس کے بعد ہی
بنڈال پر حملہ کیا اور پھر یہ آگ پورے ملک میں پھیل گئی۔

ان کا مزید کہنا تھا کہ حکمران جماعت عوامی لیگ کے
ایک بالآخر علاقائی رہنماء کے اس پورے معاملے میں ملوث
ہونے کے توی امکانات ہیں، کیونکہ اول تو پولیس موقع
واردات پر بہت دیر سے پہنچ اور پھر اس نے سب سے پہلے
ان ہندو مسلمان علاقائی باشندوں کو منتشر کرنے کا کام کیا جو
کہ ماحول کو خراب نہ کرنے کی اپیل کر رہے تھے۔

حالیہ واقعے کے علاوہ بھی مجموعی طور پر حکمران جماعت پر
تعقید کرتے ہوئے مسٹر پر ماں کے کہنا کہ شروع شروع میں
بنگلادیش قائم ہونے کے بعد عوامی لیگ نے بھیشہ ہندو
اقویتوں کا ساتھ دیا لیکن آہستہ آہستہ جب شدت پسند عناصر
کی عوامی لیگ میں تعداد بڑھتی جلی گی تو یہ جذبہ پکجھ کم ہونے
لگا، ساتھ ہی بھارت میں مسلمانوں پر ہونے والے پر تشدد
واقعات میں اضافے کے بعد عوامی لیگ نے بنگلادیشی
ہندوؤں کے تین اپنے نظریہ میں بھی پکجھ تبدیلی کی ہے۔

اس کے علاوہ پر ماں کا کہنا تھا کہ حالیہ عرصہ میں عوامی
لیگ نے مقامی ہندوؤں کو صرف ایک دوست بیک کے طور پر
دیکھنا شروع کر دیا ہے اور ساتھ ہی اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ
ہندو باشندے اس کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے۔ ساتھ ہی ان کا کہنا

ان فسادات پر حکومت کی جانب سے وقت رہنے کا رواںی
نہ کرنے، وزیر اعظم شیخ حسینی کی جانب سے بیان دیر سے جاری
کرنے اور پولیس فوری طور پر کارروائی کرنے کے
احکامات نہ دیے جانے کے الزامات کے پس مظہر میں بنگلادیش

کی قیام میں بھارت نے ایک کلیدی کرواردا کیا تھا۔ تاہم گزشتہ
۲۵ برسوں کے درمیان انہا پسند تھیموں کے پڑھتے ہوئے
شدت پسندانہ رویہ کی وجہ سے ملک میں گاہے ہے گاہے ہندوؤں
کے خلاف تشدد کے حملوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔

بنگلادیش کے اخبار ”ڈیلی اسٹار“ کے مطابق ماحول میں
کشیدگی ۱۳ اکتوبر کی علی الصبح اس وقت شروع ہوئی جب ایک
شخص نے فیس بک پر ایک تصویر پوست کی، جس میں دیکھا

بنگلادیش میں ہندوؤں کی حالت
بنگلادیش کی اکثری آبادی مسلمان ہے اور پوری
آبادی میں صرف ۹ فیصد ہندو ہیں جو کہ ملک کے مختلف شہروں
میں مقیم ہیں۔ بنگلادیش میں ہندوؤں کی حالت اور حالیہ
فسادات پر اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے جنہوں ہندو مہاجوں
کے کیڑڑی جزوں گوہن چند رابر ماں کے نے بھارتی نیوز و بیب
سائز The Wire کے نامہ نگار کو دیے گئے ایک انٹریو میں کہا

ہے کہ بنگلادیش کے ہندو چونکہ اقلیت میں ہیں اس لیے عام
طور پر علاقائی آبادی یعنی مسلمانوں کے ساتھ مکمل کر رہتے
ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ حالیہ فسادات کی نہ مت صرف ہندو
رہنماؤں یا تھیموں نے ہی نہیں بلکہ بڑی تعداد میں مسلمان
رہنماؤں، دانشوروں اور سماجی کارکنان نے بھی کی ہے۔

پر ماں جو کرے ۲۰۱۸ء میں وشوہندو پر یہشی کی بنگلادیش
شیخ شاخ کے صدر بھی رہ چکے ہیں انہوں نے حالیہ فسادات
پر اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ کوہاٹ شہر میں ہندوؤں کی
تعداد بہت کم ہے، اسی لیے وہاں پر ہونے والی دگا پوچا کی
تقریبیات وہاں کی مقامی مسلمانوں کے معاشی اور انتظامی
تعاون سے ہوتی ہے۔ چونکہ وہاں ہندوؤں کی تعداد کم ہے اس
فیس بک پر پوست کیے گئے فوٹو کے نیک ہونے کی

ویش حکومت کو قصور وار مان سکتے ہیں کہ وہ ان شدت پسند عناصر کے خلاف کوئی موڑ کا روای کرنے میں ناکام رہی لیکن یا اسلام غربی ممالک پر بھی عائد ہو سکتا ہے جیسا کہ حال میں امریکا میں بیک موہمنت نے ثابت کیا ہے کہ فسادات نہ بھی بنیادوں کے ساتھ ساتھ نہیں بنیادوں پر بھی ہو سکتے ہیں۔

بنگلادیش حکومت کی کارروائی

بنگلادیش کی وزیر اعظم شیخ حسین نے ملک بھر میں جاری فسادات کو روکنے کے لیے ریاست پولیس اور نیم فوجی و تقوی، دنوں کو ملک میں اکن وaman قائم کرنے کے کام پر فوری طور پر تعینات کر دیا تھا۔ پولیس نے مختلف مقامات سے تقریباً ۵۰۰ افراد کو گرفتار کیا ہے اور کولد و اچہ کے اصل مجرم کو پکڑنے کی کوشش جاری ہے۔ شیخ حسین نے اپنی تقریر میں عوام کو یقین دلایا کہ مندروں اور پوچاپنڈاں والوں پر حملہ کرنے والوں کو بخشنا نہیں جائے گا، خدا وہ کسی بھی مذہب کے ماننے والے ہوں۔

اپنی تقریر میں شیخ حسین نے بھارت کو بھی یہ مشورہ دیا ہے کہ اپنے یہاں شرپسندانہ کارروائیوں میں ملوث افراد سے بھی سپنچا ہیے۔ انہوں نے کہا کہ ”ایسا میں بھی ایسا کچھ نہیں ہوتا چاہیے جو کہ ہمارے ہندو شہریوں کے لیے مشکلات پیدا کر دے۔ اگر اغذیا میں مسلمانوں کے ساتھ کچھ ہوتا ہے تو ہمارے یہاں کے ہندو اور مسلمان بھی متاثر ہوتے ہیں۔“

اس تقریر کے ذریعہ بھارت کو سخت الفاظ میں اپنی تلقیتوں کی خلافت کو یقینی بنانے کا مشورہ، شاید یہی مرتبہ کی عالمی رہنمائی کے لئے لفظوں میں دیا ہے۔ بابری مسجد کے انهدام کے بعد بھی بھارتی مسلمان اور عالمی برادری خاموش رہی تھی اور اگر بنگلادیش جیسا کوئی چھوٹا ملک اس طرح کلکے الفاظ میں بھارتی سیاست دانوں کی سر زنش کر سکتا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ عالمی برادری بھارت کے بدلتے ہوئے سیاسی مظہر نامے اور داخلی صورت حال پر اپنی انظر کر کے ہوئے ہے اور بنگلادیش کے تپور دیکھتے ہوئے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ اب حکومت ہند تلقیتی خالف کسی بھی کارروائی پر تخت سے قابو پانے کی کوشش کرے گی۔

یاد رہے کہ اسی ماہ وزیر اعظم مودی کو اپنے دورہ امریکا کے دوران امریکی صدر جو بائیڈن اور نائب امریکی صدر کلماہیز کی جانب سے چھپریت، جمہوری اقتدار، نہ بھی روا دری کے علاوہ کامیاب حکومت چلانے کی بابت مشورے بھی دیتے تھے۔ اور اسی سال فوری اور اگست میں پاکستان کے مختلف شہروں میں مندروں پر ہونے والے جلوں کی وجہ سے

کا ایک سماجی اور معاشری دنوں پہلوؤں کو اپنے اندر شامل کر لیتا ہے۔ سماجی ماہرین کے بقول بنگلادیش کا قیام سانی اور تہذیبی بنیادوں پر عمل میں آیا تھا۔ ان ماہرین کے مطابق اگر ہم بنگلادیش اور مغربی بنگال کے بنگالی قوم کی انسیات کو سمجھنے کی کوشش کریں تو یہ پاکیزے کے دنوں فرقے بہت سے قدیمیں آپس میں شترک رکھتے ہیں۔ جیسا کہ راہنما و نگیت کا مزاہندہ اور مسلمان یکساں طور پر لیتے ہیں، اسی طرح قاضی نزد الاسلام کے نذر ریگت دنوں فرقے گاتے ہیں اور اسے اپنی سماجی اور پلچر اسas قرار دیتے ہیں۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ جیسا کہ ہر سماج یا ملک میں دیکھنے میں آتا ہے، آہستہ آہستہ وہی سب بنگلادیش میں بھی ہونا شروع ہو گیا۔ یعنی کہ ہندو بنگلادیش سے بھرت کر کے گئے تھے، انہوں نے اپنی زینیں اور جانیداں مسلمانوں کو بھی دی تھی، اور وہ مسلمان جو کسی وقت ان کھلیانوں میں مزدوری کرتے تھے، اب اس کے مالک ہو گئے۔ اس مالی آسودگی کا منفی اثر کی حد تک ان کی گلری اور سماجی نظریات پر بھی ہونا شروع ہو گیا۔

مذہبی یقینوں کی مقبویت اور ان کا اثر ورسخ ۱۹۷۱ء سے پہلے بھی بنگلادیش میں موجود تھا، ہم اس میں اضافے اس وجہ سے رونما ہوا کہ آپ کی حکومت قائم ہو گئی تھی لیکن اس کے باوجود بنگالی تہذیبی شخص نے اپنی جگہ نہیں کھوئی تھی اور اقلیت و اکثریت دنوں ہی چینی سکون کے ساتھ رہ رہی تھیں۔ مگر اس میں جب آپ معاشری پہلو شامل کر لیتے ہیں تو سماجی چیزیں یاں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اندازہ تاریکے مطابق ہندو شہری محفوظ رہیں، سخت اقدام کرنے کی بڑی تحریکی بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ سفارتی ذرائع کے ذریعہ بنگلادیش حکومت پر زور ڈالے کہ وہ ہندوؤں کی حفاظت کو یقینی بنانے کی کوشش کرے۔

لیکن حس بیان پر سب سے زیادہ چمگو بیان ہوئیں وہ تھا انجینئر سلیم کی جانب سے کیا جانے والا ٹوٹ، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ”لائقونیت جمہوریت کو کمزور کرنی ہے اور نہ بھی مقامات کی بے حرمتی کی اجازت نہ آئیں دیتا ہے اور نہ یہ اسلام۔“ جناب سلیم کے اس ٹوٹ کو کچھ افراد نے فیک بھی قرار دیا۔ تاہم بعد میں کہا گیا کہ یہ ٹوٹ انہیں کا ہے اور اس میں شامل تاریخات جماعت کے گلری پہلو سے منابع رکھتے ہیں جو کہ ایک بکھیری سماج کو قائم کرنے کے لیے پابند ہے۔

اکثریت بمقابلہ اقلیت بنگلادیش کے جانب سے آپس میں ہندوؤں کی نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے شاید ہندو مختلف جذبات میں بہت اضافہ رونما ہو ہے۔

فسادات پر بھارتی حکومت کو تقدیم کا نشانہ بناتے ہوئے پرم اکن نے کہا کہ اول تو بھارت کا نہ متمی بیان، بہت درپر میں آیا، دوم یہ بیان و وزیر اعظم کی جانب سے نہیں بلکہ بھارتی وزارت خارجہ کی جانب سے آیا ہے اور اس میں بھی سخت الفاظ کا استعمال بالکل نہیں کیا گیا، بلکہ اس سے زیادہ سخت بیان تو قوام تحدہ اور ایمنسٹی انٹریشنل نے جاری کیے تھے۔ پرم اکن کا کہنا ہے کہ موجودہ بھارتی حکومت کو بنگلادیش ہندوؤں کی کوئی فکر نہیں ہے اور نہ یہ موجودہ قیادت کو، ماضی میں بھی صرف آنحضرتی سشم سوراخ ہی پر زور طریقے سے بنگلادیش ہندوؤں کی حمایت میں بولتی تھیں۔

بھارت کی جانب سے نہیں میں ہونے والے فسادات کی تقریباً تمام

بھارتی سیاسی جماعتوں نے نہیں کی ہے۔ اس کے علاوہ جنوب ایشیا کے مایپا زد انشوروں اور سماجی کارکنان نے بھی ان واقعات کی نہیں کی ہے۔ لیکن جو دو سب سے اہم نہیں بیان ہیں، وہ ہیں اے آئی یو ڈی ایف کے صدر مولانا بدرا الدین احمد اجل اور جماعت اسلامی ہند کے نائب امیر انجینئر سلیم کی جانب سے دیے گئے بیانات۔ مولانا احمد نے بنگلادیش حکومت کی نہیں کرتے ہوئے یہ یقینی بنانے کے لیے کہ وہاں متفہم ہندو شہری محفوظ رہیں، سخت اقدام کرنے کی اپیل کے ساتھ ہندو شہری بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ہندوؤں کی حفاظت کو یقینی بنانے کی کوشش کرے۔

لیکن حس بیان پر سب سے زیادہ چمگو بیان ہوئیں وہ تھا انجینئر سلیم کی جانب سے کیا جانے والا ٹوٹ، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ”لائقونیت جمہوریت کو کمزور کرنی ہے اور نہ بھی مقامات کی بے حرمتی کی اجازت نہ آئیں دیتا ہے اور نہ یہ اسلام۔“ جناب سلیم کے اس ٹوٹ کو کچھ افراد نے فیک بھی قرار دیا۔ تاہم بعد میں کہا گیا کہ یہ ٹوٹ انہیں کا ہے اور اس میں شامل تاریخات جماعت کے گلری پہلو سے منابع رکھتے ہیں جو کہ ایک بکھیری سماج کو قائم کرنے کے لیے پابند ہے۔

اکثریت بمقابلہ اقلیت بنگلادیش کے جانب سے آپس میں ہونے والے تصادم کا شکار ہو جاتے ہیں، جو اکثریت کے درمیان ہونے والے تصادم کا شکار ہو جاتے ہیں، جو

ایران اور طالبان کی فتح

اوینٹ کے تجارتی شرکت دار، بنیفل اپلائڈی ریسرچ کے سی ای وی دن ان جامع تابی کے مطابق ایران میں طالبان کی حمایت ایک ہی رعناد ہے، ایرانی میڈیا میں اس بات پر اب بحث کا آغاز ہو چکا ہے کہ طالبان کا مقصد اہل تشیع کی نسل کشی نہیں ہے۔ ایران کے سیکورٹی ڈھروں نے یہ بات محسوس کی ہے کہ زمین پر ایک طاقتور گروہ موجود ہے اور اس گروہ سے تعلقات کو بنا کر رکھتا ہیں اسی لیے ایرانی حکومت اب نظریاتی اور مذہبی اختلافات کو ظفر انداز کر رہی ہے۔

ایران میں موجود "اسلامی انتہائی گارڈ" نے تینی قسم کی طاقتور شخصیات نے افغانستان کے اس تنازع گروپ کی دوبارہ تشكیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسلامی انتہاب کی بیرون ملک تنظیم کو "القدس نورس" کے کماغر راستا میں قائم کیا ہے۔ افغانستان کا پرانا کھلاڑی اور شام میں ہزارہا جنگجوؤں کو ہرجنے کرنے والا اہم فرد سمجھا جاتا ہے۔ امریکا اور امریکی نواز افغان حکومت کی سالوں سے ایران پر طالبان کے ساتھ اپنے روابط بڑھانے کا الزام لگا رہی ہے۔

افغانستان میں طالبان کی آمد کے بعد سے ایران میں طالبان سے مختلف خیالات میں ثابت تبدیلی آئی ہے۔ مشرقی ایرانی صحرد پر اڑ رکھنے والے ایرانی حکومت کے حمایتی معرفت سنی عالم ملوی عبدالخادم اسماعیل رحی نے طالبان کے کامل میں قبضے کو ایک بڑی فتح قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں دنیا کے سامنے پہ بیان میں کہہ سکتا ہوں کہ آج کے طالبان وہ نہیں جو ۲۰۰۱ سال پہلے تھے، میں آن لائن نیوز کے مطابق انہوں نے کہا کہ طالبان نے بہت کچھ سیکھا ہے اور اپنے خیالات کو بہت حد تک تبدیل کیا ہے ان کی جو غلطیاں ہیں وہ ٹھیک کی جاسکتی ہیں، انہوں نے مزید کہا کہ افغانستان چوپ کر ایران کا ہمسایہ ملک ہے اس لیے ایران یہ جانتا ہے کہ طالبان بہت سوں سے بہتر ہیں۔

جب کہ ایران کے سابق صدر احمدی نژاد نے ایرانی حکومت پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ انہیں طالبان کے حوالے سے مشہور رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، انہوں نے سوال پوچھتے ہوئے کہا کہ ایران اور طالبان کا تعلق ہی کیا ہے کہ جب ہم ان کے بارے میں کچھ کہتے ہیں تو یہ پر بیان ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے ایک ویڈیو میں کہا کہ میں ایک بڑے خطرے کو

Borzou Daragahi

ایران کے وزیر خارجہ سعید خاتب زادہ کے مطابق ایران اور مغربی ممالک نے طالبان کے انتقام کے خوف سے انتہائی عجلت اور غوف میں کابل سے اپنا سفارت خانہ خالی کیا ہے، لیکن ایران خاموش اور پر سکون بیٹھا ہے۔ کابل اور ہیرات میں ایران کا سفارت خانہ نہ صرف کھلا ہے بلکہ پوری طرح کام کر رہا ہے۔

طالبان کے افغانستان پر قبضے پر ایران کا موڑ موقوف یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایران طالبان کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر بنانے کی جانب گامزن ہے اور یہ وہی طالبان میں جو کبھی ماضی میں ایران کے دشمن کے طور پر بیچا رہا ہے۔ ۲۳ برس قبل طالبان اور ایران کے درمیان جنگ کی کیفیت اس وقت پیدا ہوئی، جب طالبان نے ایرانی سفارت کاروں کو مزار شریف میں قتل کر دیا تھا۔ ان تینیں برسوں کے درمیانی عشروں میں تہران کے کچھ سیکورٹی دھڑوں نے طالبان سے اپنے تعلقات قائم کیے ہیں جب کہ چند گروپوں کی جانب سے سخت اعزیزی کیا جاتا رہا ہے، ایران کے سبک دشی ہونے والے وزیر خارجہ محمد جواد ظریف نے تہران میں طالبان اور امریکی حمایت یافتہ افغان حکومت کے وفد سے ملاقات کی اس دوران ایران کے صدر نے افغانستان سے امریکی افواج کے انخلا کو ایک بہترین موقع قرار دیا ہے، امریکی انخلا کے بعد افغان عوام اپنی زندگی نے سرے سے اوپر ہائی طریقے سے شروع کر سکیں گے۔

ایران کے ایک تجزیہ کار اور تحقیق کار کے مطابق ایران کے عوام طالبان کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے ہیں، انہوں نے کہا کہ حالیہ ایران طالبان ملا تقاویں کو بھی ایرانی عوام اچھی نظر سے نہیں دیکھ رہے ہیں۔

حالیہ دنوں میں ایران کی حکومت کی جانب سے میڈیا ہاؤسز کو یہ پیغام جاری کیا گیا ہے کہ میڈیا پورٹس میں طالبان کے ساتھ برتریں، وحشی، مجرم ہیں۔ شیر اخلاقی لفظوں کو استعمال کرنے سے ابتداء برٹش حاکمکار ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۱ء تک کے عرصے میں افغان اہل تشیع کے قتل عام کے بعد سے میڈیا میں طالبان کو انہی غیر اخلاقی ناموں سے یاد کیا جاتا رہا ہے۔

کی پریمیم کورٹ نے خود فوٹس لیتے ہوئے ان مندرجہ ذیل نوکے احکامات چاری کیے تھے اور وہاں کی قومی اہمیتی نے ان واقعات کی سخت لفظوں میں نہ مدت کی تھی۔ یہ واقعات بھی ایک مسلم اکثریتی ملک میں رونما ہوئے تھے لیکن پھر بھی وہاں کی صدریہ اور قانون اساسی نے فوری طور پر ان کا فوٹس لیا اور اس کے خلاف قابل ستائش اقدامات کیے۔

تاہم ایسا لگتا ہے کہ بھارت میں حکمران جماعت ابھی بھی کوئی فیصلہ بغیر مذہب کی آمیزش کے کرنے میں ناکام ہے۔ بگلا دیش کے انسوس ناک واقعات کا ایش مغربی بگلا میں دیکھنے میں آ رہا ہے، جہاں حزب اختلاف کی جماعت یعنی بی جے پی نے وزیر اعلیٰ ممتاز برجمی کی تھی کہ وہ اس معاملہ پر چپ کیوں ہیں۔ شاید ان سیاست دانوں کو یہ نہیں معلوم کہ بگلا دیش ایک آزاد ملک ہے اور کسی دوسرے ملک کے واقعہ پر تبرہہ یا بیان کسی ریاست کا وزیر اعلیٰ نہیں دے سکتا، یہ ذمہ داری وزیر اعظم کی تھی ہے کیونکہ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کی بی جے پی ایک اکائی نے واقعات کی تصاویر سوچل میڈیا پر واڑل کرتے ہوئے انہیں مغربی بگلا کے غمی انتخابات میں پروگرینڈے کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے لیکن ممتاز حکومت نے اس طرح کی کسی بھی ہمہ کے خلاف پولیس کو سخت اقدام لینے کا اشارہ دے دیا ہے۔ تاہم ان واقعات کا غمی ایش بھارت کے شہروں میں بھی دیکھنے میں آنے لگا ہے۔ تری پورہ سے جو کہ بگلا دیش کے کولہ شہر سے زیادہ دونہیں ہے، وہاں سے محدود کی بہتری کی خبریں آنا شروع ہو گی ہیں۔

مجموعی طور پر بھی کہا جاسکتا ہے کہ بگلا دیش میں ہونے والے واقعات اور تشدید انسوس ناک ہے، تاہم جس چاہک دتی سے وہاں کی حکومت نے شرپنڈوں کے خلاف کارروائی کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آئینی طور پر ایک مسلم ملک اپنے یہاں کی تقلیقوں کی حفاظت کے لیے اسلامی اصولوں کے مطابق پابند اور بالعمل نظر آ رہا ہے جبکہ حاکم ملک جو کہ آئینی طور پر ایک سیکولر ملک ہے، وہاں سیکولرزم اور تقلیقوں کے حقوق کی پامالی اپنے عروج پر بیٹھی چکی ہے جو کہ بھارت کے مستقبل کے لیے ایک بڑا خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔

ضمون نگار سینٹر سیاسی تجزیہ نگار ہے۔ ماضی میں وہ بھی سی ای سی اردو سروس اور خلیج ڈائیمز، دہلی سے بھی ولیسٹہ رہ چکے ہیں۔

(بخاریہ، نہت روزہ "دھوت"، ۲۷ دیلی۔ ۲۰۲۱ء، ۲۸۔ ۲۰۲۱ء)

بھی سفارت خانہ کھلا رہے گا، لیکن دوسری طرف ایرانی وزیر خارجہ نے ۱۵ اگست کو یا اعلان کیا ہے کہ قندھار، جلال آباد اور هزار شریف میں ایرانی سفارت خانے کو بند کیا جائے گا۔ اگرچہ ایران طالبان سے دشمنی مول نہیں لیتا چاہتا لیکن وہ ان پر مکمل اعتدال کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہے۔ (ترجمہ: سید علی خضر) "Iran spent years preparing for a Taliban victory. It may still get stung". ("atlanticcouncil.org". August 20, 2021)



باقیہ: بھارت: امیریکی علامت شاہ رخ خان کی "غاموشی"

شاہ رخ خان اور ان کے بیٹے کا معاملہ عوام کی توجہ ہٹانے کا بھرپور واقعہ ہے۔ جب تی وی چینیوں پر پراہنم نام میں فلمی ستارے دکھائی دے رہے ہوں اور ہاتھ کے ہاتھ فیصلہ نانے کا موقع بھی ہاتھ آئے تو چین کے خطرے، یا پھر کرونا وائرس کی وبا کے معافی و معاشرتی (غسلی) اڑات کی بات کرنا کون پسند کرے گا؟ اب اس پورے معاملے میں چھوڑا ساساً مددویا بھی ڈالیتی تو عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے متعارف کرایا جانے والا بیکھیج زیادہ جاندار انداز سے کام کرے گا۔ جو چن نام کے بد معافی ہیں وہ ایسے میں زیادہ طاقتور دکھائی دیتے ہیں اور جو کبھی واقعی طاقتور ہیرو و تھوڑے زیادہ گھری غاموشی کی طرف پہل دیتے ہیں۔

ہمیں یہ تعلیم کرنا پڑے گا کہ غربت، تھسب، ذات پات اور طبقات کے اڑات سب جیل میں ختم ہو جاتے ہیں۔ آریان زندگی کی تمام بنیادی سہولتوں سے مستفید ہوتے ہوئے زندگی بسر کرنے والا نوجوان سبی مگر انداز و شمار بتاتے ہیں کہ مسلم، ولت اور قبائلی برادریوں کے لوگ اپنی تعداد کے اعتبار سے کہیں بڑی تعداد میں جیلوں میں ٹھونے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس، وادری کیس کو پانچ سال گزر جانے پر بھی مقتول محمد اخلاق کے بیٹے دانش نے، جو ایک شریف انسُ اور مسکراتا ہوا انسان ہے اور دماغ کی دوہرائتوں کے بعد بھی مجرمانہ طور پر پیچ گیا اور جو کبھی حکومت کا حصہ بننے کا خواب دیکھا کرتا تھا، مجھ سے کہا کہ ہم سب بس تھوڑی سی محبت کے بھوکے ہیں۔ آج شاہی شاہ رخ خان بھی، جو اسکرین پر محبت کے بادشاہ سمجھے جاتے ہیں، یہی محسوس کر رہے ہوں گے۔ (ترجمہ: محمد احمد خان)

"Shah Rukh Khan was a symbol of hope in India. Now his story shows all that is being corroded". ("washingtonpost.com". October 20, 2021)

ویکھدہ ہوں اور میں کیوں خاموش ہوں۔

ہاتھ صرف نہیں ہے کہ ایران طالبان سے تعلقات اور سفارتی رابطے کو بڑھانا چاہتا ہے، بلکہ موجودہ صورتحال میں طالبان بھی پاکستان کی مدد کے بغیر اپنے سفارتی پورٹ فویلو کو پر اشتباہنے کے لیے ایران کو شامل کرنا چاہ رہے ہیں۔

پچھلے سال شمالی افغانستان میں طالبان نے شیعہ اسکار کو ہزارہ کیوں کا گورنمنٹ منتخب کیا، طالبان اپنی قائمیت کی مساجد اور کمیونٹی پر حملے کی مسلسل مذمت کرتے رہے۔ غالباً یہ حملے داعش یا اس کے سابقہ گروپ الشیش کے افغانستان میں موجود مقامی گروپ کے تحت کروائے گئے یہ دونوں گروپ افغانستان اور ایران مخالف گروپ ہیں۔ مغربی کابل میں شیعہ اور ادنیٰ میں لاکیوں کے اسکول پر حملے میں کسی بھی قسم کی سہولت کاری سے طالبان نے اکار کیا ہے طالبان نے شیعہ برادری کو هزار شریف میں عاشورہ کا جلوس کا لئے اور وہ مجرم کو تعطیل کی بھی اجازت دی تھی۔

بہت سے ایرانی دانشوار بھی طالبان کے رویے کو ٹھک کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ طالبان کا موجودہ رویہ افغانیوں کو اپنے طرف مائل کرنے کے لیے ہے۔ طالبان کا میں حکومت کی قانونی حیثیت ختم کرنے کے بعد بین الاقوامی اسیکیک ہولدرز کو اپنے ایقینے دلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اب جب کہ مغرب افغانستان سے نکل چکا ہے اور دنیا افغان طالبان کے ثابت رویے کی امید رکھ رہی ہے بہت ممکن ہے کہ طالبان اپنے پرانے طرز حکومت پر واپس آ جائیں۔

تج تابی کے مطابق یہاں ایران میں اندر رونی حلقوں میں ایک بحث چھڑ گئی ہے اور کچھ لوگ اس بات کے شدید مخالف ہیں کہ "طالبان بدل چکے ہیں"۔ یہاں کچھ لوگ ایسی بھی ہیں جو کہ طالبان کے کہیں کوئی مان رہے ہیں، جب کہ کچھ لوگ آنے والے وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔

۲۰۰۱ء میں تہران نے شمالی اتحاد اور نیو ڈیل فورس کی افغانستان میں حمایت کی تھی اور اسی وجہ سے طالبان کی حکومت ختم ہو گئی تھی، اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے طالبان اب تہران کی حمایت چاہتے ہیں اور اب وہ کسی طرح بھی افغانستان میں پرانا طرز حکومت نہیں دہرا سکے، جس سے ان کی حکومت کو دوبارہ خطرہ پیدا ہو۔

جوہاں تک طالبان حکومت کا تعلق ہے، وہ اس وقت ایران سے خراب تعلقات کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں،